بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

جلد 74

شمارہ 10

ایڈیٹر منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ 850 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈیا
80 ڈالر امریکن
یا 60 یورو

www.akhbarbadr.in

05 رمضان 1446 ہجری قمری ● 06/امان 1404 ہجری شمسی ● 06/مارچ 2025ء

ارشاد باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ

(سورۃ البقرۃ:184)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر روزے اسی طرح فرض کر دیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر وعافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 28/فروری 2025 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت وتندرستی، فعال درازئ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ وناصر ہو اور تائید ونصرت فرمائے۔ آمین۔

مَیں دُعا کرنے والے کی دُعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے
پس چاہئے کہ وہ بھی بات پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں تا کہ وہ ہدایت پائیں

ارشادِ باری تعالیٰ

وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیۡ عَنِّیۡ فَاِنِّیۡ قَرِیۡبٌ ؕ اُجِیۡبُ دَعۡوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلۡیَسۡتَجِیۡبُوۡا لِیۡ وَلۡیُؤۡمِنُوۡا بِیۡ لَعَلَّہُمۡ یَرۡشُدُوۡنَ ﴿۱۸۷﴾ اُحِلَّ لَکُمۡ لَیۡلَۃَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ اِلٰی نِسَآئِکُمۡ ؕ ہُنَّ لِبَاسٌ لَّکُمۡ وَاَنۡتُمۡ لِبَاسٌ لَّہُنَّ ؕ عَلِمَ اللّٰہُ اَنَّکُمۡ کُنۡتُمۡ تَخۡتَانُوۡنَ اَنۡفُسَکُمۡ فَتَابَ عَلَیۡکُمۡ وَعَفَا عَنۡکُمۡ ۚ فَالۡـٰٔنَ بَاشِرُوۡہُنَّ وَابۡتَغُوۡا مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَکُمۡ ۪ وَکُلُوۡا وَاشۡرَبُوۡا حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الۡخَیۡطُ الۡاَبۡیَضُ مِنَ الۡخَیۡطِ الۡاَسۡوَدِ مِنَ الۡفَجۡرِ ۪ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی الَّیۡلِ ۚ وَلَا تُبَاشِرُوۡہُنَّ وَاَنۡتُمۡ عٰکِفُوۡنَ ۙ فِی الۡمَسٰجِدِ ؕ تِلۡکَ حُدُوۡدُ اللّٰہِ فَلَا تَقۡرَبُوۡہَا ؕ کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ اٰیٰتِہٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّہُمۡ یَتَّقُوۡنَ ﴿۱۸۸﴾

ترجمہ :: اور (اَے رسول!) جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق پوچھیں تو (تُو جواب دے کہ) میں (اُن کے) پاس (ہی) ہوں۔ جب دعا کرنے والا مجھے پکارے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں۔ سو چاہئے کہ وہ (دعا کرنے والے بھی) میرے حکم کو قبول کریں اور مجھ پر ایمان لائیں تا وہ ہدایت پائیں۔ تمہیں روزہ رکھنے کی راتوں میں اپنی بیویوں کے پاس جانے کی اجازت ہے وہ تمہارے لئے ایک (قسم کا) لباس ہیں اور تم ان کے لئے ایک (قسم کا) لباس ہو۔ اللہ کو معلوم ہے کہ تم اپنے نفسوں کی حق تلفی کرتے تھے۔ اس لئے اس نے تم پر فضل سے توجہ کی اور تمہاری (اس حالت کی) اصلاح کر دی۔ سو اب تم (بلا تامّل) اُن کے پاس جاؤ اور جو کچھ اللہ نے تمہارے لئے مقدر کیا ہے اس کی جستجو کرو۔ اور کھاؤ اور پیو، یہاں تک کہ تمہیں صبح کی سفید دھاری سیاہ دھاری سے الگ نظر آنے لگے۔ اس کے بعد (صبح سے) رات تک روزوں کی تکمیل کرو۔ اور جب تم مساجد میں مُعتکف ہو تو اُن کے (یعنی بیویوں کے) پاس نہ جاؤ۔ یہ اللہ کی (مقرر کردہ) حدیں ہیں۔ اس لئے تم ان کے قریب (بھی) مت جاؤ۔ اللہ اسی طرح لوگوں کے لئے اپنے احکامات بیان کرتا ہے تا کہ وہ (ہلاکتوں سے) بچیں۔

روزہ ڈھال ہے ــــ ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ قَالَ : قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ : قَالَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ : کُلُّ عَمَلِ بۡنِ اٰدَمَ لَہٗ اِلَّا الصِّیَامَ فَاِنَّہٗ لِیۡ وَاَنَا اَجۡزِیۡ بِہٖ ۔ وَالصِّیَامُ جُنَّۃٌ فَاِذَا کَانَ یَوۡمُ صَوۡمِ اَحَدِکُمۡ فَلَا یَرۡفُثۡ وَلَا یَصۡخَبۡ فَاِنۡ سَابَّہٗ اَحَدٌ اَوۡ قَاتَلَہٗ فَلۡیَقُلۡ : اِنِّیۡ صَآئِمٌ ۔ وَالَّذِیۡ نَفۡسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَخُلُوۡفُ فَمِ الصَّآئِمِ اَطۡیَبُ عِنۡدَ اللّٰہِ مِنۡ رِیۡحِ الۡمِسۡکِ ۔ لِلصَّآئِمِ فَرۡحَتَانِ یَفۡرَحُھُمَا ، اِذَا اَفۡطَرَ فَرِحَ ، وَاِذَا لَقِیَ رَبَّہٗ فَرِحَ بِصَوۡمِہٖ ۔

(بخاری کتاب الصوم باب ھَلۡ یَقُوۡلُ اِنِّیۡ صَائِمٌ اِذَا شُتِمَ)

حضرت ابوہریرۃؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انسان کے سب کام اس کے اپنے لیے ہیں مگر روزہ میرے لیے ہے اور میں خود اسکی جزا بنوں گا یعنی اس کی اس نیکی کے بدلہ میں اسے اپنا دیدار نصیب کروں گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے روزہ ڈھال ہے، پس تم میں سے جب کسی کا روزہ ہو تو نہ وہ بیہودہ باتیں کرے نہ شور وشر کرے اگر اس سے کوئی گالی گلوچ ہو یا لڑے جھگڑے تو وہ جواب میں کہے کہ مَیں نے تو روزہ رکھا ہوا ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے! روزے دار کے مُنہ کی بُو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری سے بھی زیادہ پاکیزہ اور خوشگوار ہے۔ کیونکہ اس نے اپنا یہ حال خدا تعالیٰ کی خاطر کیا ہے۔ روزہ دار کیلئے دو خوشیاں مقدّر ہیں ایک خوشی اسے اس وقت ہوتی ہے جب وہ روزہ افطار کرتا ہے اور دوسری اس وقت ہوگی جب روزے کی وجہ سے اسے اللہ تعالیٰ کی ملاقات نصیب ہوگی۔

یہ ماہ تنویر قلب کے لئے عمدہ مہینہ ہے، کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں صلوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے اور صوم تجلی قلب کرتا ہے

مغرب کی نماز سے چند منٹ پیشتر ماہ رمضان کا چاند دیکھا گیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مغرب کی نماز گزار کر مسجد کی سقف پر چاند دیکھنے تشریف لے گئے اور چاند دیکھنے کے بعد پھر مسجد میں تشریف لائے۔

فرمایا کہ: رمضان گزشتہ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کل گیا تھا۔

شَھۡرُ رَمَضَانَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ فِیۡہِ الۡقُرۡاٰنُ سے ماہِ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے صوفیا نے لکھا ہے کہ یہ ماہ تنویر قلب کے لئے عمدہ مہینہ ہے۔ کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں۔ صلوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے اور صوم تجلی قلب کرتا ہے۔ تزکیہ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہو جائے اور تجلی قلب سے مراد یہ ہے کہ کشف کا دروازہ اس پر کھلے کہ خدا کو دیکھ لے۔ پس اُنۡزِلَ فِیۡہِ الۡقُرۡاٰنُ میں یہی اشارہ ہے۔ اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ روزہ کا اجر عظیم ہے لیکن امراض اور اغراض اس نعمت سے انسان کو محروم رکھتے ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ جوانی کے ایام میں مَیں نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ روزہ رکھنا سنتِ اہلِ بیت ہے۔ میرے حق میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سَلۡمَانُ مِنَّا اَھۡلَ الۡبَیۡتِ۔ سلمان یعنی اَلصُّلۡحَان کہ اس شخص کے ہاتھ سے دو صلح ہوں گی۔ ایک اندرونی اور دوسری بیرونی۔ اور یہ اپنا کام رِفق سے کرے گا نہ کہ شمشیر سے۔ اور مَیں جب مشربِ حسین پر نہیں ہوں کہ جس نے جنگ کی، بلکہ مشربِ حسن پر ہوں کہ جس نے جنگ نہ کی تو میں نے سمجھا کہ روزہ کی طرف اشارہ ہے۔ چنانچہ مَیں نے چھ ماہ تک روزے رکھے۔ اِس اثنا میں میں نے دیکھا کہ انوار کے ستونوں کے ستون آسمان پر جا رہے ہیں۔ یہ امر مشتبہ ہے کہ انوار کے ستون زمین سے آسمان پر جاتے تھے یا میرے قلب سے، لیکن یہ سب کچھ جوانی میں ہو سکتا تھا اور اگر اُس وقت میں چاہتا تو چار سال تک روزہ رکھ سکتا تھا۔

نشاط وخوانی تا بہ سی سال......☆......چہل آمد فرو ریزد پر وبال

اب جب سے چالیس سال گزر گئے دیکھتا ہوں کہ وہ بات نہیں۔ ورنہ اوّل میں بٹالہ تک کئی بار پیدل چلا جاتا تھا اور پیدل آتا اور کوئی کسل اور ضعف مجھے نہ ہوتا اور اب تو اگر پانچ چھ میل بھی جاؤں تو تکلیف ہوتی ہے۔ چالیس سال کے بعد حرارت غریزی کم ہونی شروع ہو جاتی ہے، خون کم پیدا ہوتا ہے اور انسان کے اوپر کئی صدمات رنج وغم کے گزرتے ہیں۔ اب کئی دفعہ دیکھا گیا ہے کہ اگر بھوک کے علاج میں زیادہ دیر ہو جائے تو طبیعت بے قرار ہو جاتی ہے۔ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 561، مطبوعہ قادیان 2003)

......☆......☆......☆......

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

انصار اللہ کی عمر میں انسان اپنی پختگی کی عمر کو پہنچ جاتا ہے، اس پختہ عمر میں خاص طور پر یہ سوچ اپنے اندر بہت زیادہ پیدا کرنے کی ضرورت ہے کہ اس کا خلافت سے مضبوط تعلق ہو اور اپنی اولاد کی تربیت پر خاص توجہ ہو جس کا بہترین طریق انہیں اپنا نیک نمونہ پیش کرنا ہے

یاد رکھیں کہ ہمارے نمونے ہی ہیں جو نوجوانوں کے لیے بھی صحیح سمت متعین کرنے والے ہوں گے
ہمارے نمونے ہی ہیں جو ہمارے بچوں کے لیے بھی رہنما ہوں گے، ہمارے نمونے ہی ہیں جو معاشرے میں تبدیلیاں لانے والے ہوں گے

درحقیقت جب ایک مومن اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرتا ہے تو اس کی اولاد پر بھی اس کا نیک اثر ہوتا ہے
اس کے مرنے کے بعد اس کی نیک اولاد ان نیکیوں کو جاری رکھتی ہے جس پر ایک مومن قائم تھا
اپنے ماں باپ کے لئے نیک اولاد دعائیں کرتی ہے جو اس کے درجات کی بلندی کا باعث بنتے ہیں

خلافت سے فیض اٹھانے کے لئے، اس کے انعام سے حصہ لینے کے لئے اپنی حالتوں کو بدلنا ہوگا، تبھی وہ ترقیات بھی ملیں گی جو پہلے ملتی رہی ہیں
ہمیں اپنی عبادتوں کے معیار بھی اونچے کرنے ہوں گے، اپنی نمازوں کی بھی حفاظت کرنی ہوگی
اپنے ہر قول و فعل کو ہر قسم کے شرک سے کلیۃً پاک کرنا ہوگا، اپنے اموال کو بھی خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا ہوگا

خلافت سے وفا اور اطاعت کے معیاروں کی بھی ہر وقت حفاظت کرنی ہوگی تبھی ہم خلافت کے انعام اور اس کے ساتھ رکھی ہوئی اللہ تعالیٰ کی برکات سے فیض پا سکتے ہیں اور تا قیامت رہنے والی خلافت سے جڑے رہ سکتے ہیں اور اپنی نسلوں کو ان کے ساتھ جڑا رکھنے والا بن سکتے ہیں

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مجلس انصار اللہ بھارت کے سالانہ اجتماع 2024ء کے موقع پر بصیرت افروز پیغام

پیارے ممبران مجلس انصار اللہ بھارت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے یہ جان کر بہت خوشی ہوئی ہے کہ مجلس انصار اللہ بھارت کو اپنا سالانہ اجتماع منعقد کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور نیک نتائج سے نوازے۔ آمین

مجھ سے اس موقع پر پیغام بھجوانے کی درخواست کی گئی ہے۔ میں اس موقع پر آپ کو چند ضروری نصائح کرنا چاہتا ہوں۔

انصار اللہ کی عمر میں انسان اپنی پختگی کی عمر کو پہنچ جاتا ہے۔ اس پختہ عمر میں خاص طور پر یہ سوچ اپنے اندر بہت زیادہ پیدا کرنے کی ضرورت ہے کہ اس کا خلافت سے مضبوط تعلق ہو اور اپنی اولاد کی تربیت پر خاص توجہ ہو جس کا بہترین طریق انہیں اپنا نیک نمونہ پیش کرنا ہے۔ یاد رکھیں کہ ہمارے نمونے ہی ہیں جو نوجوانوں کے لیے بھی صحیح سمت متعین کرنے والے ہوں گے۔ ہمارے نمونے ہی ہیں جو ہمارے بچوں کے لیے بھی رہنما ہوں گے۔ ہمارے نمونے ہی ہیں جو معاشرے میں تبدیلیاں لانے والے ہوں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''تم لوگ سچے دل سے توبہ کرو تہجد میں اٹھو۔ دعا کرو، دل کو درست کرو۔ کمزوریوں کو چھوڑ دو۔ اور خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق اپنے قول و فعل کو بناؤ۔ یقین رکھو کہ جو اس نصیحت کو ورد بنائے گا اور عملی طور سے دعا کرے گا اور عملی طور پر التجا خدا کے سامنے لائیگا۔ اللہ تعالیٰ اس پر فضل کرے گا۔ اور اس کے دل میں تبدیلی ہوگی۔'' (ملفوظات جلد اول صفحہ ۴۵)

درحقیقت جب ایک مومن اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرتا ہے تو اس کی اولاد پر بھی اس کا نیک اثر ہوتا ہے۔ اس کے مرنے کے بعد اس کی نیک اولاد ان نیکیوں کو جاری رکھتی ہے جس پر ایک مومن قائم تھا۔ اپنے ماں باپ کے لئے نیک اولاد دعائیں کرتی ہے جو اس کے درجات کی بلندی کا باعث بنتے ہیں۔ دوسری نیکیاں کرتی ہے جو ان کی درجات کی بلندی کا باعث بنتی ہیں۔ پس اولاد کو بھی قرۃ العین بنانے کے لئے، آنکھوں کی ٹھنڈک بنانے کے لئے، اپنی حالتوں اور اپنی عبادتوں کی طرف دیکھنے کی ضرورت ہے۔

اسی طرح آپ کی خلافت سے وابستگی بھی مثالی ہونی چاہئے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''اس سے جتنا زیادہ تعلق رکھو گے اس قدر تمہارے کاموں میں برکت پیدا ہوگی اور اس سے جس قدر دور رہو گے اس قدر تمہارے کاموں میں بے برکتی پیدا ہوگی جس طرح وہی شاخ پھل لا سکتی ہے جو درخت کے ساتھ ہو۔ وہ کٹی ہوئی شاخ پھل پیدا نہیں کر سکتی جو درخت سے جدا ہو۔''

(خلافت علی منہاج النبوۃ جلد ۳ صفحہ ۳۴۰۔
بحوالہ خلافت کا مقام صفحہ ۲۲)

اس زمانے میں جب اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق مسیح موعود کو بھیجا اور ہمیں پھر انہیں ماننے کی توفیق بھی عطا فرمائی اور پھر آپ کے بعد خلافت کے جاری نظام سے بھی نوازا۔ ہمیں اس انعام کی قدر کرنی چاہئے۔ خلافت سے فیض اٹھانے کے لئے، اس کے انعام سے حصہ لینے کے لئے اپنی حالتوں کو بدلنا ہوگا۔ تبھی وہ ترقیات بھی ملیں گی جو پہلے ملتی رہی ہیں۔ ہمیں اپنی عبادتوں کے معیار بھی اونچے کرنے ہوں گے۔ اپنی نمازوں کی بھی حفاظت کرنی ہوگی۔ اپنے ہر قول و فعل کو ہر قسم کے شرک سے کلیۃً پاک کرنا ہوگا۔ اپنے اموال کو بھی خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا ہوگا۔ اور خلافت سے وفا اور اطاعت کے معیاروں کی بھی ہر وقت حفاظت کرنی ہوگی تبھی ہم خلافت کے انعام اور اس کے ساتھ رکھی ہوئی اللہ تعالیٰ کی برکات سے فیض پا سکتے ہیں اور تا قیامت رہنے والی خلافت سے جڑے رہ سکتے ہیں اور اپنی نسلوں کو ان کے ساتھ جڑا رکھنے والا بن سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو میری ان نصائح پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 19 نومبر 2024ء)

❁❁❁❁

130 واں جلسہ سالانہ قادیان
مورخہ 26، 27، 28 دسمبر 2025ء کو منعقد ہوگا

سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 130 ویں جلسہ سالانہ قادیان 2025ء کیلئے مورخہ 26، 27، 28 دسمبر (بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب جماعت ابھی سے دعاؤں کے ساتھ اس مبارک جلسہ میں شمولیت کی نیت کر کے تیاری شروع کر دیں۔ اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ احباب جماعت کو اس للّٰہی جلسہ سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ نیز جو دعائیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے شاملین جلسہ کیلئے کی ہیں ہم سب کو ان کا وارث بنائے۔ آمین۔ اسی طرح اس جلسہ سالانہ کے ہر لحاظ سے کامیاب اور بابرکت ہونے نیز سعید روحوں کی ہدایت کا موجب بننے کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔ (ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ قادیان)

خطبہ جمعہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی تو سب کے سامنے ایک کھلی کتاب کی طرح تھی جو جنگ شروع کرنے سے پہلے سب کو حکم دیتے ہیں کہ خبردار! کسی بچے کو قتل نہ کرنا کسی عورت کو قتل نہ کرنا یہاں تک کہ درختوں کو بھی بے سبب نہ کاٹا جائے۔

جو جانوروں کو بھی کسی تکلیف میں دیکھنا پسند نہیں کرتے وہ انسانوں پر کیسے ظلم وتشدد کر سکتے ہیں

ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیر لگنے سے زخمی ہو گئے اور تیر لگنے سے آپؐ کے کپڑے پھٹ گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیر نکالا پھر آپؐ نے ایک مٹھی کنکریوں کی لی اور اس قلعہ کی طرف پھینک دی جس سے ان کا قلعہ لرزنے لگا یہاں تک کہ مسلمانوں نے یہود کو پکڑ لیا۔ پھر قبضہ ہو گیا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدس اور آپؐ کی عزت سب سے مقدم ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو عدل وانصاف کے پیکر تھے۔ رحمۃ للعالمین تھے۔

ہر وہ روایت جو اس کے منافی ہو وہ قابل قبول نہیں ہو سکتی

کنانہ بن ربیع قتل ہوا لیکن اس کے قتل کا سبب ایک مسلمان سپہ سالار کا قتل تھا جس کے قصاص میں وہ خود قتل ہوا۔ پس یہ ہے اصل حقیقت

غزوۂ خیبر کے تناظر میں سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان

مکرم ماسٹر منصور احمد صاحب کاہلوں (حال مقیم آسٹریلیا) کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 14؍فروری 2025ء بمطابق 14؍تبلیغ 1404 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۝ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ۝ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ۝ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ ۝

خیبر کی جنگ کا ذکر ہو رہا تھا۔ اب خیبر کے دوسرے قلعہ کی فتح کا ذکر کروں گا۔ یہ دوسرا قلعہ، قلعہ صعب بن معاذ کہلاتا ہے۔ اس قلعہ میں خیبر کے باقی تمام قلعوں سے زیادہ کھانا، جانور اور ساز وسامان تھا اور اس میں پانچ سو جنگجو رہتے تھے۔ حضرت کعب بن عمرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے تین روز تک صعب بن معاذ کے قلعہ کا محاصرہ رکھا۔ یہ ایک مضبوط قلعہ تھا۔ حضرت مُعَتِّب اسلمیؓ سے روایت ہے کہ بنو اسلم کو خیبر میں سخت بھوک کا سامنا کرنا پڑا۔ بنو اسلم نے اتفاق کیا کہ حضرت اسماء بن حارثہؓ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجیں۔ بنو اسلم نے حضرت اسماء بن حارثہؓ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارا سلام پیش کرنا اور عرض کرنا کہ ہمیں بھوک اور کمزوری نے آلیا ہے۔ بہت برا حال ہے۔ حضرت اسماءؓ نے آپؐ کو بنو اسلم کا سلام پیش کیا۔ عرض کی کہ ہمیں بھوک اور کمزوری نے سخت پریشان کر رکھا ہے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ سے ہمارے لیے دعا کریں۔ آپؐ نے دعا کی پھر فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے جس سے میں آپ لوگوں کو تقویت بخشوں۔ میرے پاس کھانے کو کچھ نہیں ہے۔ میں ان کا حال سمجھتا ہوں جو اس وقت بھوک سے نڈھال ہیں۔ پھر یہ دعا کی کہ اے اللہ! وہ قلعہ ان کے لیے فتح کر دے جو کھانے اور چربی سے بھرا پڑا ہے۔ پھر آپ نے جنگ کے لیے جھنڈا حُباب بن منذرؓ کے حوالے کیا۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد 5 صفحہ 121، 122 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

اس کی تفصیل میں بیان کیا جاتا ہے کہ یہود میں سے ایک شخص مبارزت کے لیے، آمنے سامنے مقابلے کے لیے، باہر نکلا جس کا نام یوشع تھا۔ اس نے مقابلے کے لیے للکارا تو فوراً حضرت حُباب بن منذرؓ اس کے مقابلے کے لیے آئے۔ وہ قتال کرتے رہے یہاں تک کہ حضرت حُباب نے اس کو قتل کر ڈالا۔ پھر زیال نامی یہودی نے مبارزت طلب کی تو حضرت عمارہ بن عقبہ غفاریؓ اس کے مقابلے کے لیے نکلے اور آگے بڑھ کر اس یہودی کے سر پر کاری ضرب لگائی جس سے اس کا سر پھٹ گیا۔ حضرت عمارہ بن عقبہ غفاریؓ نے کہا: لو، میں غفاری جوان ہوں تو صحابہؓ نے کہا اس کا جہاد باطل ہو گیا یعنی انہوں نے اس وقت یہ قومی نعرہ لگایا فخر کا اظہار کیا کہ میں غفاری ہوں۔ صحابہؓ نے کہا یہ تو اچھی بات نہیں ہے تم نے اپنی بڑائی بیان کی ہے۔ جب یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی گئی تو آپ نے فرمایا کوئی بات نہیں۔ اسے اجر ملے گا اور تعریف بھی کی جائے گی۔ ایسے موقع پر اگر یہ کر دیا جائے تو ایسی بات نہیں ہے۔

حضرت محمد بن مسلمہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ تیر اندازی کر رہے تھے اور آپ کا ایک نشانہ بھی خطا نہ گیا۔ آپؐ میری طرف دیکھ کر مسکرائے۔

حضرت حُباب بن منذرؓ نے اپنے جوانوں کے ساتھ قلعہ کے اندر داخل ہو کر سخت جنگ کر کے اسے فتح کر لیا اور تمام اسلحہ اور غلے پر قبضہ کر لیا۔ قلعہ کا دفاع کرنے والے بہت سے یہودی مارے گئے اور کئی قید ہوئے۔ حضرت مُعَتِّب اسلمی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھوک کی وجہ سے دعا کی درخواست لے کر آئے تھے وہ کہتے ہیں کہ ابھی ہم واپس نہ آئے تھے کہ اللہ نے قلعہ صعب بن معاذ پر فتح دی۔ یعنی کہ ابھی باتیں کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کر کے ہم واپس ہی آئے تھے کہ بھوک سے برا حال ہے تو اس دوران میں جنگ شروع ہوئی اور فتح بھی ہو گئی۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ قلعہ صعب میں سے جس قدر کھانے کا سامان ملا وہ اتنا تھا کہ کسی اَور قلعہ سے اتنا سامان نہیں ملا۔ اس میں بہت سا جَو، کھجوریں، گھی، شہد، تیل اور چربی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے اعلان کیا کہ خود بھی کھاؤ اور اپنے جانوروں کو بھی کھلاؤ اور اٹھا کر کچھ نہ لے جانا۔ جو کچھ کھانا ہے یہیں کھاؤ۔

(ماخوذ از فتح خیبر از علامہ محمد احمد باشمیل صفحہ 140 نفیس اکیڈمی کراچی) (سبل الھدیٰ والرشاد جلد 5 صفحہ 122، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

پھر تیسرے قلعہ کا ذکر ہے، قلعہ زبیر بن عوام۔ اس کی فتح کا ذکر یوں ملتا ہے۔ اس قلعہ کا نام قُلَّہ تھا یہ بعد میں حضرت زبیر بن عوامؓ کے حصہ میں آیا اس لیے اس کا نام قلعہ زبیر مشہور ہو گیا۔ جب یہود ناعم اور صعب بن معاذ کے قلعہ سے زبیر بن عوام کے قلعہ کی طرف بھاگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا محاصرہ کیا۔ یہ قلعہ پہاڑ کی چوٹی پر تھا۔ آپ نے تین دن اس کا محاصرہ کیے رکھا۔ ایک یہودی جس کا نام غزال تھا وہ آیا اور اس نے کہا کہ اے ابوالقاسم! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے کہا (غیر مسلم اسی لقب سے بلاتے تھے) کہ آپ مجھے امان دیں اس شرط پر کہ میں آپ کو ایسی بات بتاؤں گا جس سے آپ اہل نطاۃ سے راحت حاصل کر لیں گے یعنی اس قلعہ پر قبضہ کر سکیں گے اور آپ اہل شَق کی طرف نکلیں گے یقیناً اہل شَق آپؐ کے رعب کی وجہ سے ہلاک ہو چکے ہیں۔ اس کے بعد آپؐ دوسرے قلعہ کی طرف جا سکتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے اہل اور اس کے مال پر اس کو امان دے دی۔ یہودی نے کہا کہ بیشک اگر آپ اس طرح ایک مہینہ بھی کھڑے رہیں تو ان کو کوئی پروا نہیں ہو گی۔ ان کی زمین کے نیچے سرنگیں ہیں وہ رات کو نکلتے ہیں اور اس سے پانی لاتے ہیں پھر اپنے اپنے قلعوں کی طرف لوٹ جاتے ہیں۔ وہ آپ سے دفاع کر رہے ہیں۔ اگر آپ ان سے ان کے پانی کا راستہ کاٹ دیں تو وہ آپ کے لیے ہتھیار ڈال دیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ گئے اور یہود کی سرنگوں کو کاٹ دیا۔ جب ان کی پانی کی جگہ ان سے منقطع ہو گئی تو وہ باہر نکل آئے اور پھر شدید قتال شروع ہو گیا،

پھر جنگ شروع ہوگئی۔ اس دن مسلمانوں میں سے کچھ صحابہؓ شہید ہوگئے اور یہود میں سے دس آدمی قتل ہوئے اور آپؐ نے فتح حاصل کی اور یہ نطاۃ کے قلعوں میں سے آخری قلعہ تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نطاۃ سے فارغ ہوئے تو شَق کے قلعوں کی طرف لے گئے یہ قلعوں کا تیسرا گروپ تھا جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں۔

(شرح زرقانی جلد3 صفحہ 265 دارالکتب العلمیۃ بیروت)(سبل الھدیٰ والرشاد جلد 5 صفحہ 122، 123 دارالکتب العلمیۃ بیروت)

یہاں یہودی سردار سَلَّام بن مِشکَم کی موت کا بھی ذکر ملتا ہے۔ نطاۃ کے قلعوں کی جنگ میں سَلَّام بن مِشکَم بھی مسلمانوں کے ہاتھوں مارا گیا۔ سلام بنونضیر کا ایک بڑا سردار تھا اور یہود کا قائد تھا لیکن وہ بیمار تھا اس لیے اس نے دیگر یہودی سرداروں کی طرح جنگ میں عملی طور پر حصہ نہیں لیا یعنی خود تلوار تیر کے ساتھ جنگ میں شامل نہیں ہوا۔ اس کے ساتھیوں نے اس کو یہ تجویز پیش کی کہ وہ کَتِیبہ کے علاقے میں چلا جائے کیونکہ وہ زیادہ محفوظ ہیں۔ لیکن سلّام بن مشکم نے دائمی مریض ہونے کے باوجود یہ تجویز قبول نہیں کی حتیٰ کہ وہ نطاۃ ہی میں مسلمانوں کے ہاتھوں مارا گیا۔ (سیرت انسائیکلوپیڈیا جلد 8 صفحہ 385 دارالسلام ریاض)

اگر اس کی بیماری کا واقعہ صحیح ہے اور عملاً جنگ کرنے والا نہیں تھا تو پھر بھی اس کا قتل اس لحاظ سے قابل اعتراض نہیں کہ اس نے اپنے لشکر کو جنگ میں بھیجنے کے لیے تیار کیا تھا۔ ان کی عمومی نگرانی یہ کر رہا ہوگا۔ اس لیے اس جنگ کے ماحول میں کسی صحابی نے اسے بھی قتل کر دیا چونکہ ان کے ساتھ وہاں موجود تھا۔ لشکر کے سردار کی بڑی اہمیت ہوتی ہے اور سردار کے مرنے سے لشکر بھی دل چھوڑ بیٹھتا ہے۔ پس اس لحاظ سے اس کا قتل بھی کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہے۔

شَق کے دونوں قلعوں کا محاصرہ شَق بھی دو قلعوں کا یا تین قلعوں کا مجموعہ تھا اور اس کی فتح کے بارے میں یوں ذکر ہے۔

شَق کا پہلا قلعہ یہ دو قلعے تھے۔ شَق کا پہلا قلعہ جس سے آپؐ نے ابتدا کی وہ اُبَی کا قلعہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چوٹی پر کھڑے ہوئے جس کا نام سَمُوان تھا۔ اس پر کھڑے ہو کر آپؐ نے قلعہ والوں سے قتال کیا۔ ابتدا میں ایک یہودی نے مبارزت کے لیے بلایا۔ اس کے مقابلے میں حضرت حُباب بن منذرؓ نکلے۔ وہ دونوں ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے۔ حضرت حُباب نے ایک وار سے اس کا دایاں بازو درمیان سے کاٹ دیا اور اس کے ہاتھ سے تلوار گر گئی وہ شکست کھاتا ہوا اپنے قلعہ کی طرف لوٹ گیا۔ حضرت حُباب نے اس کا پیچھا کیا اور اس کی ریڑھ کی ہڈی کا پٹھا کاٹ دیا۔ وہ گر گیا تو حضرت حُباب نے اس کو قتل کر دیا۔ پھر ایک اور آدمی نکلا اور پکارا کہ کون ہے مبارزت کرنے والا۔ مسلمانوں میں سے آل جحش میں سے ایک شخص باہر آیا مگر وہ مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہو گیا۔ اس یہودی نے اپنی جگہ پر کھڑے ہو کر پھر مبارزت کے لیے بلایا تو اس سے ابودجانہ نے مقابلہ کیا۔ حضرت ابودجانہؓ نے اپنے خَود پر سرخ کپڑا باندھ رکھا تھا۔ وہ یہودی بڑا اکڑ کر چل رہا تھا۔ حضرت ابودجانہ جلدی سے آگے بڑھے اس پر تلوار سے وار کیا اور اس کی ٹانگ کاٹ دی اور اسے قتل کر دیا۔ حضرت ابودجانہؓ اس کا جنگی سامان زرہ اور تلوار لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے یہ اشیاء حضرت ابودجانہؓ کو عنایت فرما دیں اور یہود مبارزت کرنے سے عاجز آ گئے۔ اب پھر اس کے بعد کوئی نہیں نکلا۔ پھر مسلمانوں نے نعرہ ہائے تکبیر کے ساتھ بھرپور حملہ کیا اور قلعہ میں داخل ہو گئے۔ مسلمانوں میں سے سب سے آگے حضرت ابودجانہؓ تھے۔ مسلمانوں نے اس قلعہ میں ساز و سامان بکریاں اور کھانا پایا۔ سب یہودی بھاگ گئے وہ دیواریں پھلانگتے ہوئے جا رہے تھے گویا کہ وہ ہرن ہوں۔ یہاں تک کہ وہ سب شَق کے دوسرے قلعہ کی طرف چلے گئے۔ بہت تیزی سے دوڑے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے ساتھ ان کی طرف نکلے اور یہود سے قتال ہوا۔ یہود نے مسلمانوں پر شدید تیراندازی اور سنگ باری کی۔ یہود کے جواب میں مسلمان بھی ان پر ویسی ہی تیراندازی کر رہے تھے مگر یہود کے تیر مسلمانوں کو بہت نقصان پہنچا رہے تھے کیونکہ یہود انہیں قلعے کے برجوں سے تیر مارتے تھے، اوپر سے مار رہے تھے اور مسلمان قلعہ کے نیچے پڑاؤ کیے ہوئے تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی مسلمانوں کے ساتھ یہود پر تیراندازی کر رہے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہود کا نشانہ خاص طور پر وہ جگہ تھی جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پڑاؤ کیے ہوئے تھے کیونکہ وہاں بہت زیادہ تیر گر رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے ساتھ موجود تھے کہ ایک تیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑوں کو آ لگا۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیر لگنے سے زخمی ہو گئے اور تیر لگنے سے آپؐ کے کپڑے پھٹ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیر نکالا پھر آپؐ نے ایک مٹھی کنکریوں کی لی اور اس قلعہ کی طرف پھینک دی جس سے ان کا قلعہ لرزنے لگا یہاں تک کہ مسلمانوں نے یہود کو پکڑ لیا۔ پھر قبضہ ہو گیا۔

(فتح خیبر از علامہ محمد احمد باشمیل صفحہ 156-157 نفیس اکیڈمی کراچی)(سبل الھدیٰ والرشاد جلد 5 صفحہ 123، دارالکتب العلمیۃ بیروت)

پھر کَتِیبہ کے تین قلعے ہیں۔ ان تینوں قلعوں کا محاصرہ مسلمانوں نے کیا۔ اس بارے میں لکھا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نطاۃ اور شَق کے قلعوں کو فتح کیا تو یہودی کَتِیبہ کے تینوں قلعوں وَطِیح، سُلالِم اور قَمُوص میں منتقل ہو گئے۔ کَتِیبہ کے قلعوں میں سے سب سے بڑا قلعہ قَموص کا تھا اور یہ سب سے محفوظ قلعہ تھا۔ یہود ان تینوں قلعوں میں قلعہ بند ہو گئے اور وہ اپنے قلعوں سے نیچے جھانکتے بھی نہ تھے اور ان میں سے کوئی مبارزت طلب کرنے والا بھی نہ نکلتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ روز تک ان قلعوں کا محاصرہ کیے رکھا حتیٰ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا کہ ان پر منجنیق نصب کی جائے۔ جب یہود کو ہلاک ہونے کا یقین ہو گیا یعنی توپ کے ذریعہ سے پتھر پھینکا جائے تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صلح کا مطالبہ کیا اور کِنانہ بن ابوحُقَیق نے یہود میں سے ایک آدمی کو جس کا نام شَمَّاخ تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پیغام دے کر بھیجا کہ میں آپ سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی۔ کِنانہ بن ابوحُقَیق قلعہ سے نیچے اترا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صلح کا معاہدہ کر لیا۔ آپؐ نے صحابہ کرام کو بھیجا تو انہوں نے ان کے مالوں پر قبضہ کر لیا۔ یعنی صحابہؓ نے ان کے مالوں پر قبضہ کیا ان قلعوں میں سے ایک سو زرہیں، چار سو تلواریں، ایک ہزار نیزے، پانچ سو کمانیں مع ترکش حاصل ہوئے۔

(ماخوذ از سبل الھدیٰ والرشاد جلد 5 صفحہ 131 دارالکتب العلمیۃ بیروت)(السیرۃ النبویۃ لابن کثیر جزء 3 صفحہ 376 دارالکتب العلمیۃ بیروت)

قلعہ قَموص کی فتح کے سلسلہ میں بعض اَور مختلف روایات بھی ہیں جیسا کہ قلعہ قَموص کے فتح کے ضمن میں کتب سیرت میں یہ بھی لکھا ہے کہ اس کا محاصرہ بیس روز تک کیا گیا اور بالآخر حضرت علیؓ کے ہاتھ یہ قلعہ یہود کے ساتھ سخت مقابلے کے بعد فتح ہوا۔ نیز اس قلعہ کی تسخیر کے ضمن میں بعض سیرت نگاروں نے کتب میں وہی واقعات درج کیے ہیں جو قلعہ ناعم کی تسخیر کے حوالے سے دیگر مصنفین نے بیان کیے ہیں۔

(شرح زرقانی جلد 3 صفحہ 265 دارالکتب العلمیۃ بیروت)(سیرت انسائیکلوپیڈیا جلد 8 صفحہ 392-393 دارالسلام ریاض)

(سبل الھدیٰ جلد 5 صفحہ 124 تا 126 دارالکتب العلمیۃ بیروت)

بہرحال یہ قلعہ فتح ہو گیا۔ یہود سے پھر ایک معاہدہ ہوا اور معاہدے کی شرائط یہ تھیں:

نمبر ایک کہ یہود پر لازم ہوگا کہ وہ تمام قلعوں کو خالی کر دیں اور اپنا تمام جنگی سامان اور اسلحہ وہیں چھوڑ دیں تاکہ اسلامی فوج اس پر قبضہ کرے اور وہ مسلمانوں کی املاک کا ایک حصہ بن جائے۔ یعنی اپنا اسلحہ مسلمانوں کے سپرد کر دیں۔ آجکل کے زمانے میں جسے سرنڈر (surrender) کرنا کہتے ہیں۔

دوسرا یہ تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مذاکرات کے مطابق یہودیوں کے خون کی حفاظت اور ان کی عورتوں اور بچوں کو غلام بنانے سے معافی دینے کا عہد کریں۔ یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہودیوں کی حفاظت کریں گے قتل نہیں ہوں گے اور ان کے بیوی بچوں کی حفاظت ہوگی۔

نمبر تین یہ تھا کہ یہود پر لازم ہوگا کہ خیبر سے جلاوطن ہو کر شام کی طرف چلے جائیں۔

نمبر چار یہ شرط تھی کہ خیبر سے جلاوطنی کے وقت مسلمان انہیں اجازت دیں گے کہ جس قدر مال ان کی سواریاں اٹھا سکتی ہیں اٹھا کر لے جائیں۔

نمبر پانچ یہ کہ یہود اس بات کا عہد کریں کہ وہ مخفی خزانوں کے تمام اموال کے متعلق مسلمانوں کو آگاہ کریں گے اور فاتحین کے سپرد کریں گے۔

نمبر چھ یہ کہ یہود اس بات پر اتفاق کرتے ہیں کہ جب وہ اس معاہدے کی شروط کی خلاف ورزی کریں یا کسی ایسی چیز کو چھپائیں جس کا ظاہر کرنا ضروری ہو تو مسلمانوں پر اس کی کوئی ذمہ داری نہ ہوگی اور مسلمان اس معاہدے کی تمام شروط سے آزاد ہوں گے اور یہودیوں کے اموال اور اولاد مسلمانوں کے لیے حلال ہوگی۔

(فتح خیبر از علامہ محمد احمد باشمیل صفحہ 185-186 نفیس اکیڈمی کراچی)

خیبر کی فتح کے بعد یہود کا خیبر میں قیام اور یہود کی نصف پیداوار پر خیبر کے باغات دینے کا ذکر بھی ملتا ہے۔ لکھا ہے کہ معاہدے کے مطابق تو یہود کو شام کی طرف جلاوطن ہونا تھا مگر یہود نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ انہیں خیبر میں رہنے دیا جائے تاکہ وہ یہاں کی زراعت اور کھیتی باڑی کرتے رہیں کیونکہ وہ اس کے متعلق بہت کچھ جانتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی درخواست قبول کرتے ہوئے انہیں خیبر میں رہنے کی اجازت دے دی تاکہ وہ زراعت کا کام کریں اور اس کے عوض نصف پھل حاصل کریں۔ ان سے بڑی نرمی کا سلوک کیا۔ صحیح بخاری کی روایت میں اس کا ذکر یوں ملتا ہے کہ حضرت عبداللہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

ارشاد باری تعالیٰ

كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ

(سورۃ المجادلہ:22)

ترجمہ: اللہ نے لکھ رکھا ہے کہ ضرور مَیں اور میرے رسول غالب آئیں گے

طالب دعا: بی۔ایم خلیل احمد ولد مکرم بی۔ایم۔بشیر احمد صاحب وافراد خاندان (جماعت احمدیہ بنگلور)

ارشاد باری تعالیٰ

وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (النساء:111)

ترجمہ: اور جو بھی کوئی بُرا فعل کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے

پھر اللہ سے بخشش طلب کرے وہ اللہ کو بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا پائے گا

طالب دعا: سید بشیر الدین محمود احمد افضل مع فیملی وافراد خاندان (جماعت احمدیہ شموگہ، صوبہ کرناٹک)

نے خیبر یہود کو دیا کہ وہ اس میں کام کریں اور وہاں کھیتی باڑی کریں اور ان کے لیے نصف ہے جو وہاں پیدا ہو۔
(فتح خیبر از علامہ محمد احمد باشمیل صفحہ 57 نفیس اکیڈمی کراچی) (صحیح البخاری کتاب المغازی باب معاملۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اھل خیبر حدیث 4248)

خیبر میں جو صحابہ شہید ہوئے ان کی تعداد سترہ ہے۔ان کے نام یہ ہیں:

حضرت ربیعہ بن اَکثم رضی اللہ عنہ، ثَقف بن عمروؓ، حضرت رفاعَہ بن مَسْرُوح رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن امیہؓ، حضرت محمود بن مَسْلَمَہؓ، حضرت ابوضَیَّاح بن نعمانؓ، حضرت حارث بن حاطبؓ، حضرت عدی بن مُرّہؓ، حضرت اوس بن حبیبؓ، حضرت اُنَیف بن وائلؓ، حضرت مسعود بن سعدؓ، حضرت بِشر بن براءؓ، حضرت فُضَیل بن نعمانؓ، حضرت عامر بن اَکْوَع، حضرت عمارہ بن عُقبہؓ اور حبشی غلام حضرت یسارؓ، قبیلہ اَشْجع کا ایک شخص اس کا نام نہیں لکھا۔

یہود میں سے ترانوے افراد اس غزوے میں قتل ہوئے جن میں سے چند سرداروں کے نام ہیں: حارث، ابوزینب، مَرحب، اُسیر، یاسر، عامر، کِنانہ بن ابی الحُقَیق۔
(طبقات الکبریٰ جلد 2 صفحہ 82 دارالکتب العلمیۃ بیروت) (کتاب المغازی جلد 2 صفحہ 160 دارالکتب العلمیۃ بیروت)
(امتاع الاسماع جلد 1 صفحہ 323 دارالکتب العلمیۃ بیروت) (شرح زرقانی جلد 3 صفحہ 264 دارالکتب العلمیۃ بیروت)

خیبر کے بعض متفرق واقعات بھی بیان ہوئے ہیں ان میں سے ایک واقعہ کِنانہ بن ربیع کے قتل کا ہے۔تاریخ و سیرت کی کتب میں مذکور ہے کہ خیبر فتح ہونے کے بعد جب یہود کے ساتھ معاہدہ ہو گیا تو اس کے بعد لوگ کِنانہ اور اس کے بھائی ربیع کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر آئے۔کِنانہ پورے خیبر کا رئیس تھا اور حضرت صفیہؓ کا خاوند تھا اور ربیع اس کا چچازاد بھائی تھا۔کِنانہ کے پاس یہودی قبیلہ بنونضیر کے سردار حُیَی بن اخطب کا خزانہ تھا جس میں سونے چاندی کے زیورات وغیرہ تھے اور یہ زیورات اہل عرب کو ان کی شادی بیاہ کی تقریبات پہ اجرت پر دیا کرتے تھے۔ان دونوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگوں کا وہ خزانہ کہاں ہے؟ انہوں نے کہا کہ جب ہم مدینہ سے نکلے تو اس کے بعد آہستہ آہستہ وہ سارا خرچ ہو گیا۔ایک روایت میں یہ ہے کہ انہوں نے کہا کہ اے ابوقاسم! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب ہو کے کہ ہم نے اسے اپنی جنگ میں خرچ کر دیا اور اب اس میں سے کچھ بھی باقی نہیں رہا۔ہم نے اس مال کو اس دن کے لیے ہی جمع کیا تھا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ مدینہ سے نکلنے کا زمانہ کوئی بہت دور کا زمانہ نہیں کہ وہ سارا مال خرچ ہو جائے۔ان دونوں نے اس بات پر قسم اٹھائی کہ ان کے پاس کچھ بھی مال نہ ہے۔اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ خزانہ تم سے برآمد ہو گیا تو پھر تم سے اللہ اور اس کے رسول کا کوئی ذمہ نہ ہوگا۔انہوں نے کہا ٹھیک ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات پر حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ کو گواہ بنایا۔اس وقت یہود کا ایک شخص اٹھا اور اس نے کِنانہ کے پاس جا کر کہا کہ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جو مانگ رہے ہیں اگر تمہارے پاس ہے تو انہیں دے دو۔یا اگر تمہیں پتہ ہے تو بتا دو کہ کہاں ہے تمہاری جان بچ جائے گی ورنہ اللہ کی قسم! وہ ضرور اس پر غالب ہو کر رہیں گے۔ابن ابی الحُقَیق نے اسے ڈانٹا اور وہ یہودی الگ ہو کر بیٹھ گیا۔یہ ایک تاریخ کی کتاب میں لکھا ہے۔
(طبقات الکبریٰ جلد 2 صفحہ 86 دارالکتب العلمیۃ بیروت) (تاریخ الخمیس جلد 2 صفحہ 415 دار صادر بیروت)
(کتاب المغازی جلد 2 صفحہ 140 دارالکتب العلمیۃ بیروت)

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں سے فرمایا کہ اگر تم نے مجھ سے کوئی چیز چھپائی اور پھر مجھے معلوم ہو گیا تو میں تمہارے خون اور تمہاری اولادوں کو اس کی وجہ سے حلال سمجھوں گا۔انہوں نے کہا ٹھیک ہے۔تاریخ کی ایک کتاب میں اس خزانے کا علم ہونے کی ایک روایت مختصر یوں بیان ہوئی ہے۔

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار میں سے ایک آدمی کو بلایا اور کہا کہ تم فلاں فلاں میدان میں جاؤ۔پھر کھجوروں کے پاس آؤ پھر کھجوروں کو دائیں طرف سے یا بائیں طرف سے جو اونچی ہوں ان کو دیکھو جو کچھ وہاں ہو اس کو میرے پاس لے آؤ یعنی ان کے نیچے کیا ہے۔اس خزانے کی قیمت لگائی گئی تو اس کی قیمت دس ہزار دینار لگی۔وعدہ خلافی کی وجہ سے ان دونوں کو قتل کر دیا گیا اور ان کے اہل و عیال کو قید کر لیا گیا۔یہ ایک روایت ہے۔

ایک روایت میں یہ بیان ہوا ہے، کہاں تک صحیح ہے یہ بعد میں تجزیہ ہوگا۔ایک اَور روایت میں یوں بیان ہوا ہے کہ ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کِنانہ کو لایا گیا اور اس کے پاس بنونضیر کا خزانہ تھا۔اس سے خزانے کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے انکار کر دیا۔
(طبقات الکبریٰ جلد 2 صفحہ 86 دارالکتب العلمیۃ بیروت) (شرح زرقانی جلد 3 صفحہ 266 دارالکتب العلمیۃ بیروت)

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہود کا ایک آدمی لایا گیا اس کا نام ثَعْلَبہ تھا۔بعض جگہ یہ ذکر ہے کہ سَعْيَة بِن سَلَّام بِن اَبُو حُقَيق کو بلا کر پوچھا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا کہ میں نے کِنانہ کو دیکھا کہ وہ ہر صبح ان کھنڈرات کے گرد گرد گھومتا تھا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثَعْلَبہ کے ساتھ حضرت زبیر بن عوامؓ اور چند مسلمانوں کو بھیجا جہاں ثَعْلَبہ نے کہا تھا۔وہاں سے کھودا گیا تو اس سے خزانہ نکل آیا۔

ایک روایت میں یہ ہے کہ کچھ خزانہ مل گیا لیکن باقی نہ ملا اور کِنانہ نے بھی بتانے سے انکار کر دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر کو حکم دیا کہ کِنانہ کو سزا دو۔حضرت زبیر چقماق کے پتھر لے کر آئے اور اس کے سینے پر مارتے جس سے آگ نکلتی۔اور جب وہ مرنے کے قریب ہو گیا تب اس نے باقی خزانے کا بتایا اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کِنانہ کو محمد بن مَسْلَمہ کے حوالے کر دیا کہ وہ اس کو قتل کر دے۔چنانچہ محمد بن مَسْلَمَہ نے اپنے بھائی محمود بن مَسْلَمَہ جن پر چکی کا پاٹ گرایا تھا اور شہید ہو گئے تھے ان کے بدلے میں کِنانہ کو قتل کر دیا۔

بہرحال قتل تو کیا لیکن جس طرح یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو اسوہ ہے اس کے خلاف لگتا ہے۔بعض روایات میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ان دونوں بھائیوں کو قتل کر دیا اور ایک روایت کے مطابق کِنانہ کو محمد بن مَسْلَمہ نے قتل کیا۔جبکہ اس کے دوسرے بھائی کو بِشر بن براء کے گھر والوں کے سپرد کر دیا اور اسے بھی بِشر بن براء کے بدلے میں قتل کر دیا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اموال کو حلال قرار دیا اور ان کی اولاد کو قیدی بنا لیا۔

یہ روایات جو ہیں تاریخ و سیرت کی معتبر کتب میں موجود ہیں جیسے تاریخ طبری، تاریخ الخمیس، طبقات ابن سعد، کتاب المغازی واقدی کی ہے، سیرت ابن ہشام، سیرت ابن اسحاق، سیرت حلبیہ اور زرقانی وغیرہ اور کِنانہ کو اسی وجہ سے قتل کرنے کا ذکر حدیث کی کتب سنن ابو داؤد میں بھی ہے لیکن کِنانہ کے قتل کی مختلف وجوہات اور روایات بھی ملتی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ اس کے قتل کی وجہ خزانے کی نشاندہی نہ کرنا نہیں تھی۔
(سیرت حلبیہ جلد 3 صفحہ 62 دارالکتب العلمیۃ بیروت) (کتاب المغازی جلد 2 صفحہ 140 دارالکتب العلمیۃ بیروت) (شرح زرقانی جلد 3 صفحہ 265 دارالکتب العلمیۃ بیروت) (سیرت ابن ہشام صفحہ 698 دار الکتب العلمیۃ بیروت) (امتاع الاسماع جلد 1 صفحہ 315 دارالکتب العلمیۃ بیروت) (سنن ابوداؤد، کتاب الخراج والفیء والإمارة باب فی حکم أرض خیبر، حدیث نمبر 3006)

بہرحال خیبر کے اس واقعہ کو مستشرقین نے بھی اپنی کتابوں میں بیان کیا ہے اور پھر اعتراض کرنے والوں نے اپنی عادت کے مطابق اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر اعتراض کیے ہیں۔گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مال اور دولت کی حرص تھی یا یہ ظاہر کرنا چاہا کہ نعوذ باللہ آپؐ کس کس طرح کے ظلم اور تشدد کیا کرتے تھے اور اعتراض کرنے والوں نے عقل و انصاف سے ذرا بھی کام نہیں لیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی تو سب کے سامنے ایک کھلی کتاب کی طرح تھی جو جنگ شروع کرنے سے پہلے سب کو حکم دیتے ہیں کہ خبردار! کسی بچے کو قتل نہ کرنا کسی عورت کو قتل نہ کرنا یہاں تک کہ درختوں کو بھی بے سبب نہ کاٹا جائے۔
(صحیح البخاری کتاب الجھاد والسیر باب قتل النساء فی الحرب حدیث 3015) (سنن الکبریٰ للبیہقی جلد 9 صفحہ 154 حدیث 18665 مکتبہ الرشد)

جو جانوروں کو بھی کسی تکلیف میں دیکھنا پسند نہیں کرتے وہ انسانوں پر کیسے ظلم و تشدد کر سکتے ہیں۔

اسی طرح مال غنیمت حاصل کرنے کے لیے جنگ کرنا ایک سراسر بے بنیاد الزام ہے اور جنگ خیبر تو وہ جنگ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ سے روانہ ہونے سے پہلے ہی اعلان فرما دیا تھا کہ جو مال غنیمت کی امید یا طمع لے کر شامل ہونا چاہے وہ ہمارے ساتھ نہیں جائے گا۔(سبل الھدیٰ والرشاد جلد 5 صفحہ 115 دارالکتب العلمیۃ بیروت) اس کی تفصیل پہلے بیان ہو چکی ہے۔

جس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ اور اسوہ یہ ہو کہ اس کے متعلق جب ایسی روایات سامنے آئیں تو انصاف کا تقاضا ہے کہ ہم اچھی طرح ان روایات کو دیکھ لیں ان کی چھان پھٹک کر لیں اور بیشک پہلی کوشش یہ ہونی چاہیے کہ ہر حدیث اور ہر روایت کو جہاں تک ممکن ہو احترام کی نظر سے دیکھا جائے اور جس حد تک ہو سکے ان کے مضامین کی اگر کوئی توجیہ ہو سکتی ہے تو کی جائے لیکن بہرحال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدس اور آپؐ کی عزت سب سے مقدم ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو عدل و انصاف کے پیکر تھے۔رحمۃ للعالمین تھے۔ہر وہ روایت جو اس کے منافی ہو وہ قابل قبول نہیں ہو سکتی جبکہ مؤرخین اور اصحاب سیر یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ سینکڑوں ہزاروں احادیث اور روایات بعد کے لوگوں نے خود سے گھڑ لی ہوئی ہیں اور یہ بھی مُسَلَّمہ حقیقت ہے کہ اس سازش میں یہود کا بھی دخل رہا ہے کہ وہ غلط روایتیں پیش کرتے تھے۔

پھر یہی واقعہ جو کہ کِنانہ اور اس کے بھائی کے قتل کا بیان ہو رہا ہے اس کا ہماری ریسرچ ٹیم نے بھی بڑا اچھا تجزیہ

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَۃً مِّنْ عِنْدِکَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ (صحیح بخاری، جلد 2، کتاب الاذان)

اے اللہ! مَیں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا ہے اور تیرے سوا کوئی بھی گناہوں کی مغفرت کرنے والا نہیں ہے۔
سو اپنی جناب سے میری مغفرت فرما اور مجھے رحمت سے نواز۔یقیناً تو ہی غفور و رحیم ہے۔

طالب دعا : سید وسیم احمد و افراد خاندان (جماعت احمدیہ سورو ضلع بالاسور، صوبہ اڈیشہ)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

صدقہ دینے سے مال کم نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ کا بندہ جتنا کسی کو معاف کرتا ہے اللہ تعالیٰ اتنا ہی زیادہ اسے عزّت میں بڑھاتا ہے

(مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب استحباب العفو والتواضع)

طالب دعا : شیخ صادق علی و افراد خاندان (جماعت احمدیہ تالبر کوٹ، صوبہ اڈیشہ)

کیا ہے اور روایات کی روشنی میں جو بیان کیا ہے اور مستشرقین نے جو اعتراض کیا ہے اس کا جواب دیا ہے۔ بڑا اچھا جواب ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس واقعہ کی اندرونی شہادت بتا رہی ہے کہ بیان کرنے والوں کو جگہ جگہ بیان کرنے میں غلطی لگی ہے۔ وہ بھول رہے ہیں اور مختلف باتوں کو ملا جلا رہے ہیں۔ اگر کوئی ایسا واقعہ ہوا بھی ہے تو ایک چھوٹی سی بات کو بہت بڑھا چڑھا کر مبالغہ آمیزی کے ساتھ منفی رنگ میں بیان کیا گیا ہے۔ مثلاً جب یہود کے ساتھ معاہدہ ہو گیا اور ہر قسم کی شرائط طے کرنے کے بعد صلح نامہ تحریر ہو گیا تو پھر کسی خزانے کی طلب بظاہر عجیب سی لگتی ہے کیونکہ معاہدے کی رو سے یہود کی کسی بھی چیز پر تصرف اور ملکیت ختم ہو گئی تھی سوائے خیبر کی اراضی وغیرہ کے۔ پھر اگر وہ خزانہ مل گیا تھا جیسا کہ روایات میں مذکور ہے تو وہ خزانہ کہاں گیا؟ خیبر کا جو بھی مالِ غنیمت تقسیم ہوا اس کی تمام تفاصیل کتب تاریخ و سیرت میں موجود ہیں۔ گھی، چربی، کھجور، کپڑے، سامان، مویشی، نیزے، تلواریں، تیر، ڈھالیں وغیرہ۔ لیکن کہیں کسی جگہ یہ ذکر نہیں کہ فلاں کو اتنا سونا چاندی یا ہیرے جواہرات ملے بلکہ اس کے برعکس یہ لکھا ہوا ملتا ہے کہ خیبر کے اموالِ غنیمت میں کسی قسم کا کوئی سونا چاندی نہیں ملا۔ یہ بخاری کی روایت ہے۔

خزانے کی تلاش کے لیے جو تفتیش کی گئی ہے ان روایات میں سخت اختلاف و اضطراب ہے۔ کسی روایت میں ہے کہ کِنانہ سے پوچھا، کسی میں ہے کہ کِنانہ اور اس کے بھائی دونوں کو بلایا گیا، کسی میں ہے کہ ان کے ساتھ ایک یہودی سے پوچھا گیا، کسی میں ہے کہ حُیَیؓ کے چچا سے پوچھا گیا۔ پھر اس ساری تفتیش کے بعد اگر سزا دینی چاہیے تھی تو بہت سے مجرم قرار پاتے تھے لیکن روایات کے مطابق صرف دو کو سزا دی گئی یعنی کِنانہ اور اس کا بھائی۔ بعض روایات کے مطابق صرف کِنانہ کو سزا دی گئی۔ بخاری میں لکھا ہے کہ جب حضرت عمرؓ نے اپنے عہدِ خلافت میں خیبر سے یہود کی جلاوطنی کا ارادہ کیا تو اس وقت آپؓ کے پاس ابوالحُقَیق کا ایک بیٹا آیا۔ شارح بخاری علامہ ابن حجر لکھتے ہیں کہ کِنانہ کا یہ بھائی حضرت عمرؓ کے عہد تک زندہ رہا اور جلاوطنی تک خیبر میں ہی مقیم تھا۔ اس لیے یہ بھی بات غلط ہو گئی بھائی کے قتل کی۔ بعض سیرت نگار بخاری کی اس روایت سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ صرف کِنانہ کو ہی سزا دی گئی تھی۔

(ماخوذ از فتح الباری شرح صحیح البخاری حدیث 2730 جلد 5 صفحہ 411 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ)(سیرت النبی ﷺ از شبلی جلد اول صفحہ 333 مکتبہ اسلامیہ)(صحیح البخاری کتاب المغازی باب غزوہ خیبر حدیث 4234)

بہر حال یہ ساری جو باتیں بیان کی گئی ہیں، جو تضادات تھے اس کی وجہ سے ایسی تمام روایات جن میں کسی خزانے کے حصول کے لیے بدنی سزا کا ذکر ہے مشتبہ قرار پاتی ہیں جن میں یہ واقعہ بیان ہوا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ یہ روایت ہی درست نہیں ہے۔ چنانچہ ایک معروف سیرت نگار علامہ شبلی نعمانی یہ لکھتے ہیں کہ خیبر کے واقعات میں اربابِ سیر نے، سیرت لکھنے والوں نے ایک سخت غلط روایت نقل کی ہے اور وہ اکثر کتابوں میں منقول ہو کر متداول ہو گئی ہے یعنی اس کو مان لیا گیا ہے اور روایتوں میں شامل کر لی گئی ہے یعنی یہ کہ اول آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو اس شرط پر امن و امان دیا تھا کہ کوئی چیز نہ چھپائیں گے لیکن جب کِنانہ بن ربیع نے خزانہ بتانے سے انکار کیا تو آپؐ نے حضرت زبیرؓ کو حکم دیا کہ سختی کر کے اس سے خزانہ کا پتہ لگائیں۔ حضرت زبیرؓ چقماق چلا کر اس کے سینے کو داغتے تھے یہاں تک کہ اس کی جان نکلنے کے قریب ہو گئی۔ بالآخر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کِنانہ کو قتل کرا دیا اور تمام یہودی لونڈی، غلام بنا لیے گئے۔ اس روایت کا اس قدر حصہ صحیح ہے کہ کِنانہ قتل کر دیا گیا لیکن اس کی وجہ یہ نہیں کہ وہ خزانہ بتانے سے انکار کرتا تھا بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ کِنانہ نے محمود بن مَسْلَمہ کو قتل کیا تھا۔ طبری میں تصریح ہے کہ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کِنانہ کو محمد بن مَسْلَمہ کے حوالے کیا انہوں نے اپنے بھائی محمود بن مَسْلَمہ کے قصاص میں اس کو قتل کر دیا۔ باقی روایت کا یہ حال ہے کہ یہ روایت طبری اور ابن ہشام دونوں نے ابن اسحاق سے روایت کی ہے لیکن ابن اسحاق نے اوپر کے کسی راوی کا نام نہیں بتایا۔ محدثین نے رجال کی کتابوں میں تصریح کی ہے کہ ابن اسحاق یہودیوں سے مغازی نبوی کے واقعات روایت کرتے تھے۔ بہت سی روایتیں یہودیوں سے انہوں نے لی ہیں۔ اس روایت کو بھی انہی روایتوں میں سے سمجھنا چاہیے اور یہودی کبھی صحیح بات نہیں بتائیں گے اور یہی وجہ ہے کہ ابن اسحاق ان راویوں کے نام نہیں لیتے۔ کسی شخص پر خزانہ بتانے کے لیے اس قدر سختی کرنا کہ اس کے سینے پر چقماق سے آگ جھاڑی جائے رحمۃ للعالمین کی شان اس سے بہت ارفع ہے۔ وہی شخص جو زہر دینے والے سے مطلق تعرض نہیں کرتا اس کو سزا نہیں دیتا کیا چند سکوں کے لیے کسی کو آگ میں جلانے کا حکم دے سکتا ہے؟ اصل واقعہ اس قدر تھا کہ کِنانہ کو اس شرط پر امان دی گئی تھی کہ کسی قسم کی بدعہدی اور خلاف بیانی نہ کرے گا بلکہ روایت میں ہے کہ اس نے یہ بھی منظور کیا تھا کہ اگر اس کے خلاف اس نے کچھ کیا تو وہ قتل کا مستحق ہو گا۔ کِنانہ نے بدعہدی کی اور جو امن اس کو دیا گیا تھا ٹوٹ گیا۔ کِنانہ نے محمود بن مَسْلَمہ کو قتل کیا تھا اب اس کے قصاص میں وہ قتل کر دیا گیا۔ پہلے تو شاید معاف ہو جاتا لیکن جو ایک اَور جگہ بدعہدی کی اس نے اس کی وجہ سے اس کو سزا ملی۔ (سیرت النبی ﷺ از شبلی نعمانی جلد اول صفحہ 284-285 مکتبہ اسلامیہ)

موجودہ زمانے کے ایک احمدی مصنف سید برکات احمد صاحب اپنی تصنیف رسول اکرم اور یہودِ حجاز میں لکھتے ہیں کہ ابن اسحاق نے بغیر کسی سند کے ایک قصہ بیان کیا ہے اور یہ حقائق بداہتاً غلط ہے۔ اوّل تو تعذیب اور وہ بھی آگ کی تعذیب اسلامی تعلیم کے خلاف ہے۔ دوسرے یہ کہ پورے خیبر کے مال غنیمت میں اس برآمد شدہ خزانے کی تقسیم کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔ نہ ہی اس خزانے کی بیت المال میں داخل ہونے کی کوئی روایت موجود ہے۔ ابن اسحاق ہی نہیں بلکہ دوسرے قدیم ترین ماخذ میں بھی خیبر کے مال غنیمت میں نقدی سونا چاندی یا اس قسم کے دوسرے قیمتی سامان کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔ ساری روایات اجناس، کپڑے یا اسلحے سے متعلق ہیں۔ حضرت ابوہریرہؓ جو خیبر کی جنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہتے تھے کہ ہم نے خیبر تو فتح کیا لیکن مال غنیمت میں ہمیں سونا چاندی نہیں ملا۔ (رسول اکرمؐ اور یہود حجاز مترجم صفحہ 162-163 مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نیو دہلی)

خلاصہ یہ کہ کِنانہ بن ربیع قتل ہوا لیکن اس کے قتل کا سبب ایک مسلمان سپہ سالار کا قتل تھا جس کے قصاص میں وہ خود قتل ہوا۔ پس یہ ہے اصل حقیقت۔

یہ واقعات آگے چل رہے ہیں۔ یہاں انہی واقعات میں ایک یہودی عورت کا ذکر بھی ہے جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو زہر دینے کی کوشش کی آپؐ کے خلاف سازش کی لیکن اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو محفوظ رکھا۔ کیونکہ لمبا واقعہ ہے اس کی تفصیل ان شاء اللہ آئندہ بیان کروں گا۔

اس وقت میں ایک مرحوم کا ذکر کرنا چاہتا ہوں اور پھر ان کا جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا۔ ماسٹر منصور احمد صاحب کاہلوں ابن شریف احمد صاحب کاہلوں جو آجکل آسٹریلیا میں تھے۔ گذشتہ دنوں ان کی وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم چودھری سردار خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آف چھور صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے تھے۔ تعلیم ربوہ میں پائی بچپن سے خدمت دین کی توفیق پانے کا شرف حاصل رہا۔ سندھ میں بشیر آباد تعلیم الاسلام ہائی سکول سے ملازمت کا آغاز کیا۔ تقریباً چونتیس سال تدریس کے شعبہ سے منسلک رہے۔ بشیر آباد میں بھی ان کو خدمت کی توفیق ملی۔ خدام الاحمدیہ کے قائد بھی تھے، صدر جماعت بھی رہے، جوبلی فنڈ کے خدمت کی توفیق ملی۔ جنرل سیکرٹری کے طور پر بھی ان کو حیدر آباد میں اٹھارہ سال کام کی توفیق ملی پھر تیرہ سال امیر ضلع حیدر آباد اور امیر مقامی کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ ان کا یہ طریقہ تھا کہ اپنے کام سے ملازمت سے فارغ ہو کر فوری طور پر مسجد آ جایا کرتے تھے اور وہاں سارے کام کرتے تھے اور مغرب کی نماز کے بعد گھر جاتے تھے بعض دفعہ اس سے بھی زیادہ دیر ہو جاتی تھی۔

خلافت سے والہانہ لگاؤ تھا ہر آواز پر لبیک کہنے والے غریب پرور انسان، مہمان نواز، ہمدرد، بہت سخی تھے۔ بہت سارے عزیزوں کو اپنے گھروں میں رکھ کر تعلیم دلوائی۔ ان کے شاگردوں میں مربیان بھی ہیں، ڈاکٹر بھی ہیں، انجنیئر بھی ہیں ملکوں ملکوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ مرحوم موصی تھے۔ ان کے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور پانچ بیٹے شامل ہیں۔

مبشر احمد صاحب گوندل جو یہاں کارکن دفتر امیر صاحب یوکے ہیں، ان کے یہ ہم زلف تھے۔

ان کے بیٹے اسامہ کہتے ہیں جب سے ہوش سنبھالا اپنے والد کا مسجد سے اور جماعت سے ایک مضبوط تعلق دیکھا۔ شاذ ہی مسجد جانے سے ناغہ کیا ہو۔ دفتر میں باقاعدہ موجود ہوتے۔ بغیر کسی اشد مجبوری کے کبھی یہ نہیں ہوا کہ دفتر جانے سے ناغہ کریں اور جماعت کے ممبران کو بھی پتہ تھا کہ یہ مسجد میں ملیں گے۔ مرکزی مہمانوں کی بہت عزت افزائی کرتے تھے خدمت کرتے تھے۔ آسٹریلیا شفٹ ہو گئے۔ حالات کی وجہ سے شفٹ ہوئے تھے تو یہاں آنے کے بعد بھی جماعتی خدمت کرتے رہے اور ہر مالی تحریک میں نہ صرف آسٹریلیا میں بلکہ پاکستان میں بھی حصہ لیتے رہے۔ آسٹریلیا میں بھی اپنا حلقہ احباب وسیع کیا۔ بڑی جلدی لوگوں کو اپنا گرویدہ بنا لیا۔ آسٹریلیا میں لوکل جماعت میں سیکرٹری تعلیم القرآن تھے اور سیکرٹری تربیت کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ بڑے عاجز اور خدمت کرنے کے جذبہ سے سرشار تھے۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے، ان کے بچوں کو بھی ان کی یہ نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق دے۔

(الفضل انٹرنیشنل ۷/مارچ ۲۰۲۵ء، صفحہ ۲ تا ٦)

❁❁❁

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

دنیا میں جس قدر قومیں ہیں، کسی قوم نے ایسا خدا نہیں مانا جو جواب دیتا ہو اور دعاؤں کو سنتا ہو...... بولنے والا خدا صرف ایک ہی ہے جو اسلام کا خدا ہے جو قرآن نے پیش کیا ہے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 201، ایڈیشن 1984ء)

طالبِ دُعا: صبیحہ کوثر و افراد خاندان (جماعت احمدیہ بھونیشور، صوبہ اڈیشہ)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

ہمدردی میں ہمارے نبی کریم ﷺ سب سے بڑھے ہوئے تھے، اس لیے کہ آپؐ کُل دنیا کیلئے مامور ہو کر آئے تھے اور آپؐ سے پہلے جس قدر نبی آئے وہ مختص القوم اور مختص الزمان کے طور پر تھے مگر آنحضرت ﷺ کل دنیا اور ہمیشہ کیلئے نبی تھے۔ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 221، ایڈیشن 1984ء)

طالبِ دُعا: جے عظیم احمد ولد مکرم جے وسیم احمد صاحب امیر ضلع محبوب نگر (صوبہ تلنگانہ)

خطاب

’’تقویٰ ہر ایک باب میں انسان کے لئے سلامتی کا تعویذ ہے اور ہر ایک قسم کے فتنہ سے محفوظ رہنے کے لئے حصنِ حصین ہے‘‘ (حضرت مسیح موعودؑ)

تقویٰ ہی ہے جو ہر سطح پر ہماری زندگیوں کو سنوارنے میں کردار ادا کرسکتا ہے

یہ سوچ ہر احمدی عورت اور مرد کی ہونی چاہئے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کو پانے کے لیے اور سلامتی کے حصار میں آنے کے لیے تقویٰ پر چلنے کی بھرپور کوشش کرنی ہے اور خدا تعالیٰ کا خوف رکھتے ہوئے ہر برائی سے بچنا ہے اور ہر نیکی کو اختیار کرنا ہے

کل میں نے درود شریف سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ اور استغفار اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ یہ پڑھنے کے لیے کہا تھا۔ یہ بھی ہر ایک کو پڑھنا چاہئے

ایک احمدی عورت کا آج فرض ہے کہ جہاں اپنی اصلاح کرے وہاں دوسروں کی اصلاح کے لیے بھی ایک خاص مہم چلائے اور احمدی عورتوں کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ ان کی زینت وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکم پر چلنے سے ملتی ہے

ہمیشہ استغفار کرتے ہوئے، دعا کرتے ہوئے، اللہ تعالیٰ کا خوف کرتے ہوئے، اللہ تعالیٰ کے حصار میں آنے کی کوشش کرتے ہوئے اپنے آپ کو ان خاردار کانٹوں والی جھاڑیوں سے بچانے کی کوشش کریں اور معاشرے کے اثر سے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کریں اور تقویٰ کے لباس کو ہمیشہ پہننے کی کوشش کریں اور یہی وہ چیز ہے جو ایک احمدی لڑکی، ایک احمدی عورت کا ایک خاص امتیاز ہے اس کو حاصل کرنا بہت ضروری ہے

میاں بیوی کے رشتے میں اعتماد کا رشتہ ہی ہے جو اس بندھن کی بنیاد ہے

جماعتی تربیت کے لیے بھی ضروری ہے کہ ہر فرد جماعت مرد اور عورت اپنی اصلاح کی کوشش کرے، اپنے نیک نمونے قائم کرے، اپنا خدا تعالیٰ سے تعلق جوڑے اور اپنی اولاد کو بھی اس تعلق جوڑنے کی طرف لے کر آئے اور ان کی ایسی تربیت کرے جس سے حقیقی معنوں میں وہ اللہ کے حق ادا کرنے والے بنیں اور اپنی روحانیت کو بڑھانے والے بنیں

قولِ سدید یہی ہے کہ میاں بیوی ایک دوسرے پر اعتماد کرتے ہوئے اپنی ہر بات ایک دوسرے سے شیئر کریں اور اعتماد حاصل کریں تاکہ ہر قسم کی غلط فہمی جو اُن میں ہے وہ ہمیشہ دور ہوتی رہے اور کبھی ایسی صورت پیدا نہ ہو کہ غلط فہمی کی بنا پر ان کے اعتماد کو ٹھیس پہنچتی ہو

ہمارے لڑکوں، لڑکیوں، مردوں، عورتوں کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے کہ میرا اوّل فرض تقویٰ پر چلنا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا ہے

ہمیں خاص طور پر اس طرف توجہ دینی چاہئے
کہ ہم نے دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہوئے اپنے معاشرے کو بنانا اور قائم کرنا ہے نہ کہ دنیا کو اپنے اوپر حاوی کرنا ہے

امیر المومنین سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جلسہ سالانہ جرمنی 2024ء کے موقع پر مستورات کے اجلاس سے بصیرت افروز خطاب

(خطاب سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 24/اگست 2024ء بروز ہفتہ بمقام ایوانِ مسرور، اسلام آباد، (ٹلفورڈ) سرے، یوکے)

(خطاب کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○

مجھے امید ہے کہ اس دفعہ ان شاء اللہ تعالیٰ آواز کا نظام وہاں بہتر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس وقت میں دیکھ رہا ہوں کہ کافی اچھی تعداد لجنہ ممبرات کی، خواتین کی نظر آرہی ہے باوجود اس کے کہ سنا ہے وہاں ٹریفک کے بڑے مسائل تھے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ سب کو اپنی حفاظت میں بھی رکھے اور جلسہ سے استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

قرآن کریم میں تقویٰ کی بیشمار جگہ تلقین کی گئی ہے کیونکہ اس کے بغیر ایک مسلمان مرد اور عورت اپنے دین کی تعلیم پر عمل کرنے اور خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کا حق ادا نہیں کر سکتے۔

ہماری گھریلو اور معاشرتی زندگی میں اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ نکاح کے وقت جو ایک لڑکی اور لڑکے کے بندھن اور نئی زندگی شروع کرنے کا وقت ہے، دو خاندانوں کے آپس میں معاشرتی تعلقات قائم ہونے کا وقت ہے جو قرآنی آیات پڑھنے کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ان میں پانچ مرتبہ تقویٰ کا حوالہ دے کر اللہ تعالیٰ نے عائلی زندگی اور اپنی نسل کی دنیا و آخرت سنوارنے کا طریق بتایا اور نصیحت فرمائی ہے۔ اسی طرح تقویٰ پر چلتے ہوئے نئے قائم ہونے والے رشتوں کو ایک دوسرے کے رحمی رشتوں کا حق ادا کرنے کی بھی تلقین کی گئی ہے۔ پس تقویٰ ہی ہے جو ہر سطح پر ہماری زندگیوں کو سنوارنے میں کردار ادا کرسکتا ہے۔

ہم جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنے کا دعویٰ کرتے ہیں تو آپؑ ہم میں تقویٰ پیدا

کرنے کے لیے آئے ہیں ہمیں حقیقی اسلامی تعلیم پر کاربند کروانے کے لیے آئے ہیں۔ ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ اس بیعت کا حق ادا کرنے کے لیے اپنے تقویٰ کے معیار کو بلند سے بلند تر کرنے کی کوشش کرتے رہیں نہ کہ دنیا میں پڑ کر اپنے عہد سے ہٹنے والے ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم میں تقویٰ کا بہت اونچا معیار دیکھنا چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو فرمایا کہ یہ تقویٰ کی جڑ ہی ہے جو انسان اگر اپنے اندر قائم کر لے تو اسے سب کچھ مل جائے گا۔ دین بھی مل جائے گا اور دنیا بھی مل جائے گی۔ احمدی مسلمان مرد ہو یا عورت ہم ایمان لانے کا دعویٰ کرتے ہیں اور پھر ہماری خواہش ہوتی ہے اور سب سے بڑی یہی خواہش ہوتی ہے اور ہونی چاہیے کہ وہ خدا کو پالے کیونکہ ایک مومن کا یہی سب سے بڑا مقصد ہے جس کو پانے کی اس کو کوشش کرنی چاہیے تا کہ اس کا دین بھی سنور جائے اور دنیا بھی سنور جائے۔ پس اگر خدا کو پانا ہے، اس کی رضا کو حاصل کرنا ہے تو پھر تقویٰ پر چلنا ضروری ہے اور تقویٰ یہی ہے کہ ہر چھوٹی سے چھوٹی برائی کو بیزار ہو کر ترک کرنا اور ہر چھوٹی سے چھوٹی نیکی کو بھی دل کی گہرائیوں سے چاہتے ہوئے اختیار کرنا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ”قرآن شریف میں تمام احکام کی نسبت تقویٰ اور پرہیزگاری کے لئے بڑی تاکید ہے۔ وجہ یہ کہ تقویٰ ہر ایک بدی سے بچنے کے لئے قوّت بخشتی ہے اور ہر ایک نیکی کی طرف دوڑنے کے لئے حرکت دیتی ہے اور اس قدر تاکید فرمانے میں بھید یہ ہے کہ تقویٰ ہر ایک باب میں انسان کے لئے سلامتی کا تعویذ اور ہر ایک قسم کے فتنہ سے محفوظ رہنے کے لئے حصنِ حصین ہے۔“

مضبوط قلعہ ہے۔

”ایک متقی انسان بہت سے ایسے فضول اور خطرناک جھگڑوں سے بچ سکتا ہے جن میں دوسرے لوگ گرفتار ہو کر بسا اوقات ہلاکت تک پہنچ جاتے ہیں۔“ (ایام الصلح، روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 342)

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ ”روحانی خوبصورتی تقویٰ کی تمام باریک راہوں پر قدم مارنا ہے۔“ فرمایا کہ

”تقویٰ کی باریک راہیں روحانی خوبصورتی کے لطیف نقوش اور خوشنما خط و خال ہیں۔“

خوبصورت اور پیارے نقش ہیں ”اور ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کی امانتوں اور ایمانی عہدوں کی حتی الوسع رعایت کرنا اور سر سے پیر تک جتنے قویٰ اور اعضاء ہیں جن میں ظاہری طور پر آنکھیں اور کان اور ہاتھ اور پیر اور دوسرے اعضاء ہیں اور باطنی طور پر دل اور دوسری قوتیں اور اخلاق ہیں۔ ان کو جہاں تک طاقت ہو ٹھیک ٹھیک محلِ ضرورت پر استعمال کرنا اور ناجائز مواضع سے روکنا“ غلط استعمال سے روکنا ”اور ان کے پوشیدہ حملوں سے متنبہ رہنا اور اسی کے مقابل پر حقوق عباد کا بھی لحاظ رکھنا یہ وہ طریق ہے جو انسان کی تمام روحانی خوبصورتی اس سے وابستہ ہے۔“ یعنی صرف شیطانی حملوں سے محفوظ نہیں رہنا بلکہ حقوقِ عباد بھی ادا کرنا ضروری ہے۔ فرمایا: ”اور خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں تقویٰ کو لباس کے نام سے موسوم کیا ہے۔ چنانچہ لِبَاسُ التَّقْوٰی قرآن شریف کا لفظ ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ روحانی خوبصورتی اور روحانی زینت تقویٰ سے ہی پیدا ہوتی ہے۔ اور تقویٰ یہ ہے کہ انسان خدا کی تمام امانتوں اور ایمانی عہد اور ایسا ہی مخلوق کی تمام امانتوں اور عہد کی حتی الوسع رعایت رکھے یعنی ان کے دقیق در دقیق پہلوؤں پر تا بمقدور کاربند ہو جائے۔“

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 209-210)

باریک باریک جو پہلو ہیں ان پر بھی کاربند ہو، ان پر بھی عمل کرے۔ پس یہ وہ معیار ہے جو اگر حاصل ہو جائے تو معاشرے کو بہت سے مسائل سے بچا لیتا ہے۔

معاشرے کی بنیادی اکائی مرد اور عورت ہیں جو گو مختلف صنف سے تعلق رکھتے ہیں، ان کے قویٰ مختلف ہیں، ان کی صلاحیتیں مختلف ہیں لیکن میاں بیوی کے رشتے میں منسلک ہونے کے بعد ایک اکائی بن جاتے ہیں اور یہی وہ رشتہ اور جوڑ ہے جس سے آگے نسل انسانی چلتی ہے۔ اگر اس اکائی میں تقویٰ نہ ہو تو پھر آئندہ نسل کے تقویٰ کی بھی ضمانت نہیں اور معاشرے کے اعلیٰ اخلاق اور تقویٰ کی بھی ضمانت نہیں۔ آجکل جو غلط قسم کے gender کے نام پر باتیں ہوتی ہیں وہ نسل کی بقا کو نقصان پہنچانے والی ہیں اور ہر احمدی کو اس سے بچنا چاہیے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ تقویٰ سلامتی کا تعویذ ہے۔ پس اگر تو آپ سلامتی چاہتی ہیں اور یقیناً ہر شخص چاہے گا، چاہے وہ کسی مذہب پر یقین رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو وہ یہ چاہتا ہے کہ وہ سلامتی کے حصار میں رہے۔ ہر ایک کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اس کے دن اور رات خیریت اور عافیت سے گزریں اور ہر دشمن سے محفوظ رہیں، ہر پریشانی سے بچیں اور کبھی ان کو مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ یہ تو ہر ایک انسان کی فطری خواہش ہے چاہے وہ کسی مذہب سے تعلق رکھتا ہے یا نہیں رکھتا۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم پر یہ نکتہ واضح فرمایا کہ اگر تم سلامتی چاہتے ہو تو پھر تقویٰ اختیار کرو کیونکہ یہ ایک ایسا تعویذ ہے جو تمہاری سلامتی کی ضمانت ہے۔ تم تقویٰ اختیار کرو گے تو اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آجاؤ گے۔ آپؑ نے ایک جگہ فرمایا:

”اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے۔ تم سوئے ہوئے ہو گے اور خدا تعالیٰ تمہارے لیے جاگے گا۔“ (کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 22)

پس جس کے لیے خدا جاگے اور اس کی ہر شر سے حفاظت فرمائے وہ ایک ایسے زبردست سلامتی کے حصار میں آجاتا ہے جس کو کوئی دنیا کی طاقت نہیں توڑ سکتی۔ لیکن جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے بھی قرآنِ کریم میں فرمایا ہے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی وضاحت فرمائی ہے کہ اس سلامتی کے لیے تقویٰ شرط ہے۔ خدا تعالیٰ کا خوف رکھتے ہوئے ہر برائی سے بچنا ضروری ہے اور ہر نیکی کو اختیار کرنا ضروری ہے۔ پس یہ سوچ ہر احمدی عورت اور مرد کی ہونی چاہیے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کو پانے کے لیے اور سلامتی کے حصار میں آنے کے لیے تقویٰ پر چلنے کی بھرپور کوشش کرنی ہے اور خدا تعالیٰ کا خوف رکھتے ہوئے ہر برائی سے بچنا ہے اور ہر نیکی کو اختیار کرنا ہے۔

جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تقویٰ ہر ایک بدی سے بچنے کے لیے قوت بخشتی ہے۔ اور یہ قوت حاصل ہو جائے تو پھر انسان کے پاس وہ انمول وہ قیمتی تعویذ آجاتا ہے جو سلامتی کی ضمانت ہے۔ انسان ایک ایسے مضبوط قلعے کے اندر آجاتا ہے جس کے اندر خدا تعالیٰ نے پہرہ بٹھایا ہوا ہے جس تک کوئی شیطان پہنچ نہیں سکتا اور بہت سے فتنوں سے انسان اس حصار کے اندر آکر بچ سکتا ہے۔ اس کے لیے کل میں نے درود شریف سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ اور استغفار اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ۔ یہ پڑھنے کے لیے کہا تھا۔ یہ بھی ہر ایک کو پڑھنا چاہیے۔

پس آج کے معاشرے میں ہمیں اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم لغویات اور فضولیات سے بچیں۔ اپنی زندگیوں میں امن و سکون پیدا کریں۔ ذکر الٰہی کریں گے تو لغویات سے بچتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے مختلف طریقوں سے انسان کو مختلف فتنوں اور خطرناک جھگڑوں سے بچنے کے راستے بتائے ہیں لیکن بدقسمتی ہے کہ انسان ان پر عمل نہیں کرتا۔ دنیا میں پڑا ہوا ہے اور اپنی زندگیوں کو برباد کر رہا ہے اور اس خوبصورتی سے اپنے آپ کو محروم کر رہا ہے جس خوبصورتی کو اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے پیدا فرمایا ہے۔ انسان کی فطرت ہے کہ خوبصورت چیزیں پسند کرتا ہے، اچھی چیزیں اس کو اچھی لگتی ہیں اور عورتوں میں تو خاص طور پر خوبصورت بننے کے لیے میک اَپ کرنے کا بھی رواج ہے۔ اپنے حسن اور زینت کا بڑا خیال رکھتی ہیں۔ لیکن بہت سی ایسی عورتیں ہیں جو اپنی اصل زینت سے بے خبر رہتی ہیں اور اس مغربی معاشرے میں تو اکثر عورتیں جو غیر مسلم عورتیں ہیں، لامذہب عورتیں ہیں یا جن کو اللہ تعالیٰ پر یقین نہیں ہے اس بات سے بے خبر ہیں کہ ان کی اصل زینت کیا ہے۔

پس آج ایک احمدی عورت کو چاہیے کہ اس اصلی زینت کو جہاں خود اختیار کرے وہاں اپنے معاشرے کو بھی بتائے کہ عورت کا اصل حسن اور اس کی اصل زینت کیا ہے۔ اور اگر اس کا پتہ لگ جائے تو پھر عورت کا حسن اور زینت کئی گنا بڑھ جائے گا جو آجکل کے آزاد ماحول میں رہ کر حاصل نہیں ہو سکتے۔

انسان سمجھتا ہے کہ میں نے یہ میک اَپ کر لیا یا بڑے اعلیٰ کپڑے پہن لیے یا غلط قسم کا لباس پہن لیا تو میرا حسن ظاہر ہو رہا ہے اور مجھے آزادی حاصل ہو گئی ہے حالانکہ یہ حسن ایسا ہے جس سے نہ حسن ظاہر ہو رہا ہے نہ زینت ظاہر ہو رہی ہے۔ یعنی نہ حقیقی حسن ہے نہ حقیقی زینت ہے بلکہ یہ انسان کو تباہی کی طرف لے جانے والی چیزیں ہیں۔

پس ایک احمدی عورت کا آج فرض ہے کہ جہاں اپنی اصلاح کرے وہاں دوسروں کی اصلاح کے لیے بھی ایک خاص مہم چلائے۔ اور احمدی عورتوں کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ ان کی زینت وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکم پر چلنے سے ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ حجاب اگر پہنو، پردے کا خیال رکھو، اپنے حیادار لباس کا خیال رکھو تو پھر ان چیزوں کا خیال رکھنا پڑے گا کیونکہ یہ اللہ کا حکم ہے۔ یہ زینت حجاب کو یا پردے کو یا لباس کو ختم کرنے سے نہیں ملتی جس کا آجکل مغرب کے زیر اثر بعض عورتوں پر ہماری عورتوں پر بھی اثر ہو جاتا ہے اور اظہار کر دیتی ہیں بلکہ زینت تقویٰ کا لباس پہننے سے ملتی ہے نہ کہ ننگے ہونے سے اور یہ لباسِ تقویٰ ان کو میسر آتا ہے جو اپنے ایمانی عہدوں اور امانتوں کو اپنی تمام تر صلاحیتوں اور استعدادوں کے ساتھ پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ پس ہمیشہ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو احکامات دیے ہیں ان کے اوپر چلنے کی کوشش ہم نے کرنی ہے اور نیکیوں میں آگے سے آگے قدم بڑھانے کی کوشش کرنی ہے۔ اپنے آپ کو اس معاشرے میں ہر برائی سے بچانے کی کوشش کرنی ہے۔

برائیاں یہاں خاردار یا کانٹوں والی جھاڑیوں کی طرح ہمارے راستے میں حائل ہیں اور کہیں سے بھی یہ خاردار جھاڑیوں میں، کانٹے دار جھاڑیوں میں ہمارا لباس اٹک سکتا ہے یا ہمیں یہ کانٹے دار جھاڑیاں زخمی کر سکتی ہیں یا ہمارے کپڑے پھاڑ سکتی ہیں جس سے ہماری زینت جو ہے اس کو نقصان پہنچتا ہے۔

پس ہمیشہ استغفار کرتے ہوئے، دعا کرتے ہوئے، اللہ تعالیٰ کا خوف کرتے ہوئے، اللہ تعالیٰ کے حصار میں آنے کی کوشش کرتے ہوئے اپنے آپ کو ان خاردار کانٹوں والی جھاڑیوں سے بچانے کی کوشش کریں اور معاشرے کے اثر سے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کریں اور تقویٰ کے لباس کو ہمیشہ پہننے کی کوشش کریں اور یہی وہ چیز ہے جو ایک احمدی لڑکی ایک احمدی عورت کا ایک خاص امتیاز ہے۔ اس کو حاصل کرنا بہت ضروری ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اپنے جسم کے تمام اعضا کو جو ظاہری اعضا ہیں ان امانتوں کا حق ادا کرنے والا بناؤ۔ ہر مرد اور عورت کا کام ہے کہ اپنے کان، آنکھ، زبان اور ہر عضو کے استعمال کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے تابع بنائیں اور اس کی ہدایات کے مطابق استعمال کریں۔

اب دنیا میں آجکل عموماً اور یہاں ہمارے معاشرے میں بھی یہ بات پیدا ہوگئی ہے احمدیت میں بھی یہ باتیں زیادہ پیدا ہو رہی ہیں عائلی جھگڑے ہوتے ہیں میاں بیوی کے جھگڑے ہوتے ہیں۔غور کریں تو ان میں زبان، کان، آنکھ کا بہت بڑا کردار ہے۔

مرد ہیں تو وہ اس کو صحیح استعمال نہیں کرتے بعض عورتیں ہیں وہ بھی غلطیاں کرتی ہیں صحیح استعمال نہیں کرتیں۔ مردوں کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اپنی نظریں نیچی رکھو اور غیر عورتوں کو نہ دیکھو۔اس طرف وہ توجہ نہیں کرتے۔عورتیں ہیں تو وہ اپنے حیادار لباس کا خیال نہیں رکھتیں۔اگر ان چیزوں کا خیال رکھیں اور پھر مردوں سے باتیں کرتے ہوئے یا مرد عورتوں سے باتیں کرتے ہوئے اپنی آنکھیں اور زبان اور اپنے کانوں کا صحیح محل پر استعمال کریں تو پھر بہت ساری برائیاں معاشرے کی کبھی جنم نہ لیں کبھی پیدا نہ ہوں اور اعتماد کی جو فضا ہے گھروں میں وہ خراب نہ ہو جو جھگڑوں کی صورت میں پیدا ہوتی ہے۔پس بعض دفعہ لوگ مجھے پوچھتے ہیں کہ ہمارے عائلی رشتے کو قائم رکھنے کے لیے سب سے اچھی کیا چیز ہے؟ تو ان کو میں یہی کہا کرتا ہوں کہ اپنی زبان، کان اور آنکھ کا اگر صحیح استعمال کرو گے صحیح محل پر تم استعمال کرو گے ایک دوسرے کا خیال رکھتے ہوئے استعمال کرو گے تو تمہارے جھگڑے پیدا نہیں ہوں گے۔

اسی سے اعتماد کی فضا پیدا ہوگی۔اور جب اعتماد کی فضا پیدا ہوگی تو اس سے پھر محبت اور پیار کی فضا پیدا ہو جائے گی اور یہی وہ چیز ہے جو ایک معاشرے کو خوبصورت بنانے کے لیے ہے اور یہی وہ چیز ہے جس کے لیے مرد اور عورت کے بندھن قائم ہوتے ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کے حوالے سے ہی یہ بھی نصیحت فرمائی ہے کہ مرد اور عورت اپنے رحمی رشتوں کا بھی خیال رکھیں۔ایک دوسرے کے جو رحمی رشتے ہیں ان کا خیال رکھیں اور کسی کے بارے میں غلط بات نہ کریں کیونکہ اس سے پھر تلخیاں پیدا ہوتی ہیں۔پھر لڑائیاں شروع ہو جاتی ہیں۔پس یہ بہت ضروری چیزیں ہیں کہ نہ صرف آپس کے تعلقات رکھنے ہیں بلکہ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ تعلقات میں بھی بہتری کرنی ہے تا کہ معاشرے میں امن اور سکون قائم رہے اور یہ آج ہر احمدی مرد اور عورت کا کام ہے۔

پھر یہ بھی باتیں ہیں کہ اپنے دل کو ناجائز باتوں کی آماجگاہ نہ بناؤ۔ان کو اپنے دلوں میں جگہ نہ دو۔اس کو اللہ تعالیٰ کے خوف سے بھرے رکھو تو پھر کبھی مسائل پیدا نہیں ہوتے۔کبھی پھر شیطان چور دروازے سے داخل ہو کر گھروں میں فساد پیدا نہیں کرتا۔پہلے بھی میں نے کہا تھا کہ میاں بیوی کے رشتے میں اعتماد کا رشتہ ہی ہے جو اس بندھن کی بنیاد ہے۔

اگر یہ اعتماد ختم ہو جائے تو وہی ایک خوبصورت عمارت جو پیار اور محبت کے عہد کے ساتھ تعمیر کی گئی ہوتی ہے ملبے کا ڈھیر بن جاتی ہے۔کھنڈر بن جاتی ہے۔پس ایک مومن جہاں خدا سے کیے گئے اپنے عہد کو پورا کرنے کی کوشش کرنے والا ہونا چاہیے وہاں مخلوق کے عہد کو بھی پورا کرنے کی بھرپور کوشش ہونی چاہیے۔یہ بھی یاد رکھنا چاہیے اور اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی فرمایا ہے کہ بعض دفعہ حقوق العباد کی ادائیگی کے بغیر حقوق اللہ کی ادائیگی کے معیار بھی حاصل نہیں ہو سکتے۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 8 صفحہ 19، ایڈیشن 1984ء)

یہ کہنا غلط ہے کہ ہم اللہ کا حق ادا کر رہے ہیں اور بندوں کا حق صحیح طرح ادا نہیں ہو رہا۔جب تک بندوں کا حق ادا نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ کا حق بھی ادا نہیں ہو سکتا اور اللہ تعالیٰ اس کو قبول بھی نہیں کرتا۔

پس حقوق العباد کی ادائیگی بھی بہت ضروری ہے۔اگر حقوق العباد ادا نہیں ہو رہے تو حقوق اللہ کی ادائیگی کے معیار میں بھی دراڑیں پڑنی شروع ہو جاتی ہیں۔

پس ہمیشہ یاد رکھیں جیسا کہ میں نے کہا کہ حقوق العباد کی ادائیگی بھی بہت ضروری ہے تا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے حق ادا کرنے والے بھی بن سکیں۔حقوق العباد میں جو گھر کا بنیادی یونٹ (unit) ہے وہ خاوند اور بیوی کا رشتہ ہے اور آپس میں ان کے حقوق بہت زیادہ اہمیت رکھتے ہیں اور معاشرے اور اگلی نسل کی بہتری کے لیے بھی یہ گھر کا بنیادی یونٹ (unit) ہے۔اس کے لیے آپس میں اعتماد اور ایک دوسرے کے حق کی ادائیگی بہت ضروری ہے اور یہ ایک مومن کی حقیقی مومن کی بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ اس کا خیال رکھے۔

اللہ تعالیٰ نے میاں بیوی کے حقوق کی ادائیگی کی طرف بہت توجہ دلائی ہے۔جیسا کہ میں نے شروع میں ذکر کیا تھا کہ نکاح کے خطبہ میں جو آیات ہیں ان میں تقویٰ پر چلتے ہوئے ان حقوق کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اور اگر ہم یہ حقوق ادا کریں گے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ تبھی تم خدا تعالیٰ کی امانتوں اور ایمانی عہدوں کی بھی صحیح رنگ میں ادائیگی کر سکو گے اور اپنے معاشرے کی امانتوں اور عہدوں کی بھی صحیح ادائیگی کر سکو گے۔پس ہر مومن اور مومنہ کو یاد رکھنا چاہیے کہ اس کے عہد کے دعوے تب ہی ان کو پورا کرنے والے بن سکتے ہیں جب اپنے رشتے جو ہیں ان میں مضبوطی پیدا کریں۔جب میاں بیوی اپنے رشتوں میں ایک جان بن کر رہیں اور ایک دوسرے پر اعتماد حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

شادی کا پاک رشتہ جہاں خدا تعالیٰ نے ایک دوسرے کی تسکین کے سامان کے لیے قائم فرمایا ہے اور نسل انسانی کو جاری رکھنے کے لیے قائم فرمایا ہے وہاں معاشرے کی امن کی ضمانت بھی اس ذریعہ سے قائم فرمائی ہے بشرطیکہ ایک نیک نسل پیدا ہو جس کی تربیت صحیح طرح کی جائے۔اور یہ صحیح تربیت کرنے کے لیے میاں بیوی کو اپنی صحیح تربیت کرنے کی بہت ضرورت ہے جس طرف توجہ دینے کی ہمیں آجکل بہت ضرورت ہے اور اس سے پھر اگلی نسل کی اور بچوں کی صحیح تربیت ہوگی۔

صرف جسمانی تسکین حاصل کرنا یا بچے حاصل کر لینا یہ تو کوئی ایسا کام نہیں ہے جس کے لیے کہا جائے کہ اشرف المخلوقات انسان کو اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے۔یہ ایسی باتیں تو جانور بھی کرتے ہیں۔

اشرف المخلوقات بننے کے لیے کچھ لوازمات ہیں اور ان کو انسان کو اپنے سامنے رکھنا چاہیے اور اس کی اصل اور بنیاد یہی ہے کہ تقویٰ پر چلتے ہوئے ایک دوسرے کے حق ادا کرنے کی کوشش کریں۔اپنے مقصد پیدائش کو سمجھیں۔اللہ تعالیٰ کا صحیح عبد بننے کی کوشش کریں۔اللہ تعالیٰ کا صحیح فرمانبردار بننے کی کوشش کریں۔

عبد بننا صرف عبادت کرنا نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی فرمانبرداری کرنا بھی ہے اور اس کا حق ادا کرتے ہوئے اس کی عبادت کا بھی حق ادا کریں اور اس کے بندوں کے بھی حق ادا کریں تبھی اپنی عاقبت کو بھی سنوارنے والے ہوں گے، تبھی اپنی نسل کی عاقبت کو بھی سنوارنے والے ہوں گے اور تبھی اس حصار میں آجائیں گے جہاں اللہ تعالیٰ کی پناہ ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ پھر انسان کو ہر فکر سے، ہر تکلیف سے آزاد فرما دیتا ہے۔اور پھر جب گھر کا ایسا ماحول ہوگا تو وہ نسلیں بھی پیدا ہوں گی اور پھر قائم بھی رہیں گی جو نیک نسل ہوتی ہے جو ماں باپ کے لیے دعائیں کرنے والی نسل ہوتی ہے جو ماں باپ کا نام روشن کرنے والی نسل ہوتی ہے۔

نہیں تو پھر دنیا میں پڑ کر بگاڑ پیدا کرنے والی نسلیں پیدا ہوتی ہیں جس سے معاشرے کا امن بھی بعد میں برباد ہوتا ہے اور ایسے بچے ماں باپ کی بدنامی کا باعث بنتے ہیں۔اور پھر اگر جماعت کے نام سے منسوب ہیں تو جماعت کی بدنامی کا بھی باعث بنتے ہیں۔پس جماعتی تربیت کے لیے بھی ضروری ہے کہ ہر فرد جماعت مرد اور عورت اپنی اصلاح کی کوشش کرے، اپنے نیک نمونے قائم کرے، اپنا خدا تعالیٰ سے تعلق جوڑے اور اپنی اولاد کو بھی اس تعلق جوڑنے کی طرف لے کر آئے اور ان کی ایسی تربیت کرے جس سے حقیقی معنوں میں وہ اللہ کے حق ادا کرنے والے بنیں اور اپنی روحانیت کو بڑھانے والے بنیں۔

دنیا کی آبادی میں مرد اور عورت کی جو تعداد ہے عورتوں کی تعداد تقریباً زیادہ ہے اور پھر اس آبادی میں ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سارے ہیں جن کی وجہ سے مرد اور عورت کے تعلقات کی وجہ سے ہی اولادیں بھی پیدا ہوتی ہیں۔اور دنیا کی آبادی میں کافروں کی تعداد جو ہے وہ مومنوں سے بہت زیادہ ہے۔ان کے ہاں اولادیں پیدا ہوتی ہیں۔کثرت کافروں کے ذریعہ سے دنیا میں پھیل رہی ہے۔مومنوں کے مقابلے میں اگر دیکھیں تو مذہب سے دور جانے والوں کی اس وقت زیادہ کثرت ہے۔مومنوں کے مقابلے میں کافروں کی تعداد بہت زیادہ ہے لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

حقیقی کثرت اللہ تعالیٰ کی نظر میں وہ ہے جو تقویٰ پر چلنے والوں کی ہے کیونکہ یہ تقویٰ پر چلنے والے ہی ہیں جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ دنیا کے باقی انسانوں پر بھی رحم اور فضل فرما دیتا ہے۔ایک بھی انسان متقی ہوتا ہے تو اس کی خاطر پورا شہر بھی ساتھ بچا لیا جاتا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ ہمیں یہ فرماتا ہے کہ تم دنیاداروں کی طرف دیکھ کر متاثر نہ ہو بلکہ تقویٰ پر چلو تو اللہ تعالیٰ کے انعامات کے وارث بنو گے اور تمہاری اولادیں بھی ایسی ہوں گی کہ نیکیوں پر چلتے ہوئے تمہاری نیک نامی کا باعث ہوں گی اور تمہارے لیے دعائیں کرنے والی ہوں گی۔

اس ضمن میں اَور عائلی مسائل بھی میں یہاں بیان کرنا چاہتا ہوں۔کیونکہ یہ باتیں اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتائی ہیں کہ اس طرف توجہ دو۔

بہت سارے عائلی مسائل جو سامنے آتے ہیں بعض دفعہ یہ ایشو (issue) بہت زیادہ سامنے آتا ہے عورت کی طرف سے بھی مرد کی طرف سے بھی کہ خاوند یا بیوی ہمارے ماں باپ کی عزت نہیں کرتے۔

مرد کہتا ہے کہ عورت ہمارے ماں باپ کی عزت نہیں کرتی۔عورت کہتی ہے کہ مرد میرے ماں باپ کی عزت نہیں کرتا۔اس طرح جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں یا ایک دوسرے کو گھروں میں آنے جانے سے روکتے ہیں۔ تو یہ چیزیں جو ہیں اس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایک دوسرے کے رحمی رشتوں کا خیال رکھو کیونکہ اللہ فرماتا ہے کہ یہ تقویٰ سے دور بات ہے کہ تم رحمی رشتوں سے قطع تعلقی کرو اور ان کا خیال نہ رکھو۔اس سے تم لوگ معاشرے میں فساد پیدا کرنے والے بنو گے۔

اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو انسانی فطرت کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے آپؐ نے نکاح کے خطبہ میں جو آیات منتخب فرمائی ہیں ان میں مرد اور عورت کو یہ نصیحت بھی فرمائی کہ اپنے رحمی رشتوں کا خیال رکھو۔اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد بھی اس خطبہ کی آیات میں شامل فرمایا کہ اپنے رحمی رشتوں کا خیال رکھو تا کہ اس سے پھر جہاں دو خاندانوں کی آپس میں پیار اور محبت کی فضا قائم ہوگی وہاں معاشرے کا امن اور سکون بھی قائم ہوگا اور یہی ایک حقیقی مومن کی نشانی ہے۔

پس پہلے دن سے ہی اس سوچ کے ساتھ مرد اور عورت کو شادی کے رشتے میں منسلک ہونا چاہیے کہ صرف ایک رشتہ نہیں نبھانا بلکہ جو بھی قریبی رشتے ہیں وہ سب نبھانے ہیں۔اس سوچ کے ساتھ عورت کو خاوند کے گھر جانا چاہیے اور اسی سوچ کے ساتھ مرد کو عورت کو بیاہ کے لانا چاہیے۔

اگر ہم اپنے معاشرے میں اس سوچ کو اچھی طرح سمجھتے ہوئے پیدا کر لیں تو ہمارے معاشرے میں چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑائی جھگڑے ہو کر جو انتہائی کیس بن جاتے ہیں بعض دفعہ معاملات پولیس تک چلے جاتے ہیں وہ نہ جائیں۔ خلع طلاق کی جو نوبتیں آتی ہیں وہ بھی نہ آئیں جو آجکل افسوسناک بات ہے کہ ہماری جماعت میں بھی یہ تعداد بڑھتی جا رہی ہے۔ اس کی ہمیں فکر کرنی چاہیے۔ پس اس بات کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ اعتماد قائم رکھنا ہے، رحمی رشتوں کا خیال رکھنا ہے اور رحمی رشتوں کے تعلقات میں اعتماد قائم کرنے کے لیے سب سے بڑی بات یہ بھی ہے کہ جھوٹ نہیں بولنا۔

ساسوں کو بھی میں کہوں گا کہ وہ بھی اپنی بہوؤں کا خیال رکھیں اپنے دامادوں کا خیال رکھیں کیونکہ جہاں تک رحمی تعلقات کا سوال ہے ان کے لیے بھی حکم ہے کہ ساسیں اپنی بہوؤں کو بیٹیوں کی طرح دیکھیں اپنے دامادوں کو بیٹوں کی طرح دیکھیں اور کوشش یہ کریں کہ ان کے گھروں میں خوشیاں قائم ہوں نہ کہ لڑائیاں اور جھگڑے اور بدظنیاں۔

اگر ساسیں اپنا کردار ادا کریں تو ایک بہت بڑا انقلاب آ سکتا ہے۔

پھر اعتماد قائم کرنے کے لیے سب سے بڑی بات یہ بھی ہے کہ جھوٹ نہیں بولنا۔

اس لیے نکاح کے خطبات میں جو آیات پڑھی جاتی ہیں ان میں ایک نصیحت یہ بھی کی گئی ہے کہ قول سدید سے کام لو اور یہ تقویٰ ہے اور جھوٹ نہ بولو اور قولِ سدید یہی ہے کہ میاں بیوی ایک دوسرے پر اعتماد کرتے ہوئے اپنی ہر بات ایک دوسرے سے شیئر کریں اور اعتماد حاصل کریں تا کہ ہر قسم کی غلط فہمی جو ان میں ہے وہ ہمیشہ دور ہوتی رہے اور کبھی ایسی صورت پیدا نہ ہو کہ غلط فہمی کی بنا پر ان کے اعتماد کو ٹھیس پہنچتی ہو۔

اسی طرح ضمناً یہ بھی بتا دوں کہ رشتہ قائم کرنے سے پہلے بھی لڑکی اور لڑکے میں اگر کوئی کمزوریاں ہیں نقائص ہیں تو پہلے ہی بتا دینا چاہیے اور پھر ان کو کہنا چاہیے کہ دعا کر کے فیصلہ کرو تا کہ شادی ہونے کے بعد پھر کوئی مسائل پیدا نہ ہوں۔

پس اللہ تعالیٰ جو انسانی فطرت کو جانتا ہے اس نے انسان کو پیدا کیا ہے اس سے زیادہ اور کون جان سکتا ہے۔ اس نے یہی فرمایا ہے کہ سچائی کو قائم رکھو۔ اور سچائی کو قائم رکھو گے تو تمہارے معاشرے کا امن بھی قائم رہے گا اور کبھی اپنے رشتوں میں جھوٹ کو قریب نہ آنے دو، غلط بیانی کو قریب نہ آنے دو تا کہ تمہارے رشتے بھی ہمیشہ پائیدار رہیں۔

پھر ایک بہت بڑی بات یہ بھی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ ہمیں فرمایا ہے کہ اپنے عہدوں کو پورا کرو۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 6 صفحہ 62 ایڈیشن 1984ء)

اور عہد پورا کرنا ایک بہت بنیادی چیز ہے۔ پس آپس کے معاشرتی رشتوں میں جہاں ایک دوسرے کے ساتھ عہدوں کو پورا کرنا ضروری ہے وہاں شادی بیاہ کے معاملے میں رشتوں کو نبھانے کے لیے بھی جو ایک عہد ہے اس کو بھی مرد اور عورت کو پورا کرنا ضروری ہے۔ ایک احمدی مومن عورت اور مرد کو اپنی زندگی اس نہج پر چلانی چاہیے کہ وہ تقویٰ پر چلتے ہوئے ہمیشہ اپنے عہد کو پورا کرنے کی کوشش کریں اور اس بنیادی سطح پر جب عہد پورا کریں گے تو تبھی اپنے عہد بیعت کو پورا کرنے والے ہوں گے کیونکہ عہد بیعت میں بھی یہ شرط ہے کہ ایک دوسرے کا خیال رکھیں گے اور ہمیشہ سچائی پر قائم رہیں گے اور امن اور سلامتی اور پیار اور محبت کو فروغ دینے والے ہوں گے۔ آپس میں محبت اور پیار کو بڑھانے والے ہوں گے۔ پس جہاں ہم اپنے عہد کو پورا کرتے ہوئے اپنے رشتوں کو مضبوط کرتے ہیں وہاں اپنے عہد بیعت کو بھی مضبوط کر رہے ہوتے ہیں۔

اس نکتے کو بھی ہمیشہ ہمیں اپنے سامنے رکھنا چاہیے ہمارے لڑکوں، لڑکیوں، مردوں، عورتوں کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہیے کہ میرا اوّل فرض تقویٰ پر چلنا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا ہے۔

اور جب یہ ہو گا تو پھر سچائی پر بھی قائم رہیں گے، رحمی رشتوں کا بھی خیال رکھیں گے، اپنے عہدوں کو پورا کرنے والے بھی ہوں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا اس کا مقصود ہو گا۔

پس یہ بات ہمیشہ ہر احمدی مرد اور عورت کو سامنے رکھنی چاہیے۔ اور جب یہ ہو گا تو پھر ہی ہم وہ حسین معاشرہ قائم کر سکیں گے جو قائم کرنے کے لیے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے تھے اور جس کے قائم کرنے کے لیے ہم نے آپؑ کے ہاتھ پر عہد بیعت باندھا ہے۔ پس ہمیشہ نیکیوں کو قائم کرنے کی کوشش کریں۔ لڑکے بھی نیکیوں کو قائم کرنے کی کوشش کریں، لڑکیاں بھی نیکیوں کو قائم کرنے کی کوشش کریں۔ جب نیکیوں کو قائم کرنے کی کوشش کریں گے تبھی رشتوں کو قائم کرنے کے لیے بھی لڑکا اور لڑکی بھی بجائے دنیا داری کی طرف جانے کے، دنیا کو دیکھنے کے، دولت کو دیکھنے کے، صورت اور شکل کو دیکھنے کے، دین کو دیکھیں گے۔ اور جب دین کو دیکھ کر رشتے قائم ہوں گے تو وہ دائمی رشتے ہوں گے کیونکہ اللہ کا خوف رکھتے ہوئے قائم کیے گئے ہوں گے۔ اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے قائم کیے گئے ہوں گے۔

پس ہمیں خاص طور پر اس طرف توجہ دینی چاہیے کہ ہم نے دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہوئے اپنے معاشرے کو بنانا اور قائم کرنا ہے نہ کہ دنیا کو اپنے اوپر حاوی کرنا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ فرمایا کہ ”غیر قوموں کی تقلید نہ کرو کہ جو بکلّی اسباب پر گر گئی ہیں۔“

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 22)

جن کا کام ہی صرف یہ ہے کہ صرف دنیاوی چیزیں اور دنیاوی ظاہری سامان جو ہے وہی سب کچھ ہے۔ فرمایا تم ان لوگوں کے پیرو مت بنو جنہوں نے سب کچھ دنیا کو ہی سمجھ رکھا ہے۔ پس ہمیں اپنی اصلاح کی طرف توجہ کی بہت ضرورت ہے۔ دنیا کو دیکھ کر ہمارے اندر بھی جو کمزوریاں آ رہی ہیں، رشتوں میں بھی جو ہماری کمزوریاں آ رہی ہیں اور ایک جائزے کے مطابق تو بعض دفعہ یہ کمزوریاں بہت حد تک بڑھ جاتی ہیں ہمیں اس سے بچنے کی پوری کوشش کرنی چاہیے۔

اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم لوگ ان برائیوں سے بچنے والے ہوں اور تقویٰ پر قدم مارنے والے ہوں اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرتے ہوئے اپنی اصلاح کی طرف توجہ دینے والے ہوں اور ہر قسم کے چھوٹے بڑے گناہوں سے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کرنے والے ہوں۔ اگر یہ ہو گا تو ہم وہ پاک اور حسین معاشرہ قائم کر سکیں گے جسے قائم کرنے کے لیے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے تھے اور جس کے قائم کرنے کے لیے ہم نے اپنی خوشی سے آپؑ کی بیعت کی ہے۔ ہمیں مجبور نہیں کیا گیا۔ ہمیں کسی نے مجبور نہیں کیا تھا کہ ہم آپؑ کی بیعت میں شامل ہوں۔ جب ہم نے بیعت کر لی تو پھر ہمیں ان باتوں پر یقیناً عمل کرنا چاہیے جن کا اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے اور جس کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم سے توقع کی ہے اور جس کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بار بار نصیحت فرمائی ہے اور جس کی قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے جیسا کہ میں نے شروع میں کہا بے شمار جگہ تلقین فرمائی ہے۔ اگر یہ ہو گا تو یہی وہ پاک معاشرہ ہے جو قائم ہو گا اور جس سے پھر دنیا میں ایک انقلاب آئے گا اور دنیا کو خدا تعالیٰ کی طرف ہم لانے والے بنیں گے۔ یہی وہ ذریعہ ہے جس سے پھر ہم دنیا میں اسلام کی تبلیغ کر کے دنیا والوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف لانے والے ہوں گے اور دنیا میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا لہرانے کے لیے اپنا کردار ادا کرنے والے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بنیں گے۔

اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم یہ سب کچھ حاصل کرنے والے ہوں اور ایک پاک معاشرہ جماعت احمدیہ میں قائم ہو جائے اور آجکل جو دنیاوی لہو و لعب اور جو دنیاوی چکا چوند ہے دنیاوی خواہشات ہیں ان سے ہم بچنے والے ہوں اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے اور ہم اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کر کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے مقصد کو پورا کرنے والے بن کر اپنی عملی حالتوں میں انقلاب لانے والے بن جائیں، آمین۔

اب دعا کر لیں۔ (دعا)

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 25 جنوری 2025ء)

......☆......☆......☆......

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

دِل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چُوموں ✿ قرآں کے گِرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

جلد آ مرے سہارے غم کے ہیں بوجھ بھارے ✿ مُنہ مت چھپا پیارے میری دوا یہی ہے

طالب دعا: ضیاء الدین خان صاحب مع فیملی (حلقہ محمود آباد، جماعت احمدیہ کیرنگ صوبہ اڈیشہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

اَے میرے ربِّ رحمٰں تیرے ہی ہیں یہ احساں ✿ مشکل ہو تجھ سے آساں ہر دم رجا یہی ہے

اَے میرے یارِ جانی! خود کر تو مہربانی ✿ ورنہ بَلائے دُنیا اِک اژدھا یہی ہے

طالب دعا: محمد نور اللہ شریف صاحب مرحوم و افراد خاندان (جماعت احمدیہ شموگہ، صوبہ کرناٹک)

کام جو کرتے ہیں تیری رہ میں پاتے ہیں جزا ☆ مجھ سے کیا دیکھا کہ یہ لطف و کرم ہے بار بار (المسیح الموعودؑ)

LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE

WATCH SALES & SERVICE
LCD LED SMART TV
VCD & CD PLAYER
EXPORT AND IMPORT GOODS
AND ALL KIND OF ELECTRONICS
AVAILABLE HERE

Prop. NASIR SHAH Contact.03592-226107,281920, +91-7908149128
NEAR LAAL BAZAR, AHMADIYYA MUSLIM MISSION GANGTOK SIKKIM

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے. رضی اللہ عنہ)

معذور لوگوں کی ذمہ واری حکومت پر ہے

لیکن اگر باوجود ان ذرائع کے ملک کا کوئی حصہ بیماری یا بیکاری کی وجہ سے یا زیادہ کنبہ دار ہونے کے نتیجہ میں اپنی جائز ضروریات کو اپنی جائز آمدنی کے اندر اندر پورا نہ کر سکے تو اس کے متعلق اسلام یہ ہدایت دیتا ہے کہ ایسے لوگوں کی اقل ضرورت جو کھانے اور کپڑے اور مکان سے تعلق رکھتی ہے اس کے پورا کرنے کی ذمہ واری حکومت پر ہے اور اس کا فرض ہے کہ اپنے ملکی محاصل سے ایسے لوگوں کی اقل بنیادی ضرورتوں کو پورا کرنے کا انتظام کرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور خلفاء راشدین کے زمانہ میں یہی ہوتا تھا۔ چنانچہ روایت آتی ہے کہ جب عرب کے علاقہ بحرین کا رئیس مسلمان ہوا، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اسے ہدایت بھجوائی کہ:

اَفْرِضْ عَلٰی کُلِّ رَجُلٍ لَیْسَ لَہٗ اَرْضٌ اَرْبَعَۃَ دَرَاھِمَ وَعَبَاءَۃً۔

یعنی ”جن لوگوں کے پاس زمین نہیں ہے ان میں سے ہر شخص کو ملکی خزانہ میں سے چار درہم اور لباس گزارہ کے لئے دیا جائے۔“

اسی اصول کی طرف یہ قرآنی آیت اشارہ کرتی ہے کہ:

اِنَّ لَکَ اَلَّا تَجُوْعَ فِیْھَا وَلَا تَعْرٰی ۙ وَاَنَّکَ لَا تَظْمَؤُا فِیْھَا وَلَا تَضْحٰی ○

یعنی ”سچی بہشتی زندگی کی یہ علامت ہے کہ اے انسان! تو اس میں بھوکا نہ رہے اور نہ ہی ضروری لباس سے محروم ہو اور نہ ہی سردی سے ٹھٹھرے اور نہ ہی پیاس کی تکلیف اٹھائے اور نہ ہی دھوپ کی شدت سے جلے۔“

پس ہر اسلامی حکومت کا فرض ہے کہ وہ اس بات کا انتظام کرے کہ ملک و قوم کا کوئی فرد اُن اَقل ضرورتوں کی وجہ سے تکلیف نہ اٹھائے جو نسل انسانی کی بنیادی ضرورتیں ہیں۔ خلاصہ کلام یہ کہ جہاں تک ملکی دولت کی تقسیم کا سوال ہے اسلام نے اوّل تو قانون ورثہ اور قانون زکوٰۃ اور قانون تجارت اور حرمت قمار کے ذریعہ ایسی مشینری قائم کر دی ہے کہ اسے اختیار کرنے کے نتیجہ میں ملکی دولت کبھی بھی عامۃ الناس کے ہاتھ سے نکل کر چند سرمایہ داروں کے ہاتھ میں جمع نہیں ہو سکتی اور اگر بعض استثنائی حادثات کی وجہ سے پھر بھی کوئی فرد یا خاندان زندگی کی اَقل ضرورتوں سے محروم رہ جائے تو اس کے لئے اسلام اس بات کی ہدایت فرماتا ہے کہ امیروں کی دولت پر مزید ٹیکس لگا کر غریبوں کی ضرورت کو پورا کیا جائے کیونکہ ہر انسان کا جو زندگی کی جدوجہد میں کوتاہی نہیں کرتا یہ بنیادی حق ہے کہ وہ بہر حال بھوکا نہ رہے، ننگا نہ ہو اور سر چھپانے اور سردی گرمی کے بچاؤ سے محروم نہ ہونے پائے۔

اقتصادی مساوات کے متعلق ایک خاص نکتہ

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اسلام نے کیوں نہ جبری طریق پر دولت کی تقسیم کو بھی مساوی کر دیا یعنی جس طرح اسلام نے عدالتی معاملات میں پوری پوری مساوات قائم کی اور قومی اور ملکی عہدوں کی تقسیم کے معاملہ میں پوری پوری مساوات قائم کی اور تمدنی میل ملاقات کے معاملہ میں برادرانہ مساوات کا رنگ قائم کیا اور سب انسانوں کو ایک باپ کے بیٹے اور سب مسلمانوں کو بھائی بھائی قرار دیا اسی طرح اس نے کیوں نہ دولت کو بھی سارے انسانوں میں برابر تقسیم کرنے کی سکیم جاری کی؟ سو اس سوال کا مختصر جواب یہ ہے کہ اسلام نے ایسا اس لئے نہیں کیا کہ ایسا کرنا ایک ظلم ہوتا اور اسلام ظلم کو مٹانے آیا ہے نہ کہ اسے قائم کرنے۔ دولت کی اندھا دھند مساویانہ تقسیم کے یہ معنی ہیں کہ ایک تو لوگوں کی ساری حاصل شدہ دولت ان سے جبری طور پر چھین لی جائے اور دوسرے آئندہ ان سے دولت پیدا کرنے کی طاقت اور دولت پیدا کرنے کا حق بھی چھین لیا جائے اور یہ دونوں باتیں ظلم میں داخل ہیں۔ بے شک قومی حقوق کی خاطر انفرادی حقوق پر جائز پابندیاں لگائی جا سکتی ہیں اور بے شک افراد سے یہ مطالبہ بھی کیا جا سکتا ہے کہ وہ قومی مفاد کی خاطر ضروری قربانی دکھائیں۔ مگر افراد کے حقوق کو کامل طور پر مٹا کر قوم کے نام پر ان کے حقوق کو کلیۃً غصب کر لینا ظلم میں داخل ہے جس کی اسلام اجازت نہیں دیتا۔ علاوہ ازیں اگر غور کیا جائے تو اس رستہ پر پڑنے سے صرف انفرادیت ہی نہیں مٹتی بلکہ بالآخر قومیت کا بھی خاتمہ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ قوم افراد کے مجموعہ کا نام ہے اور اگر افراد کو دولت کمانے اور اس کا پھل کھانے کے حق سے محروم کیا جائے گا تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ ان سے دولت پیدا کرنے کا سب سے زبردست فطری محرک کھویا جائے گا۔ اور ظاہر ہے کہ اس محرک کے کھوئے جانے سے وہ بالآخر دولت پیدا کرنے کی قوت کو بھی ضائع کر دیں گے اور آہستہ آہستہ ان کے دماغی قویٰ میں انحطاط پیدا ہو جائے گا۔ بے شک یہ خطرہ اس وقت صرف ایک موہوم خطرہ نظر آتا ہے لیکن ہر شخص جو صحیح تدبر کا مادہ رکھتا ہے سمجھ سکتا ہے کہ ایک زمانہ کے بعد اس قسم کے قومی خطرات حقیقت بن جایا کرتے ہیں۔

علاوہ ازیں دولت کی کامل طور پر مساویانہ تقسیم خود اشتراکی ممالک میں بھی نہیں پائی جاتی۔ مثلاً کیا مارشل سٹالن اور مسٹر مالوٹوو اور روس کے دوسرے صنادید اسی قسم کا کھانا کھاتے ہیں جیسا کہ روس کا مزدور یا کسان کھاتا ہے۔ یا اسی قسم کا کپڑا پہنتے ہیں جیسا کہ روس کا مزدور اور کسان پہنتا ہے۔ یا اسی قسم کے مکانوں میں رہتے ہیں جس میں کہ روس کا مزدور یا کسان رہتا ہے۔ یا اسی قسم کے حالات میں سفر کرتے ہیں جن میں کہ روس کا مزدور یا کسان سفر کرتا ہے؟ جب نہیں اور ہرگز نہیں تو پھر مساوات کہاں رہی؟ صرف فرق یہ ہے کہ کسی نے سرمایہ داری کے رنگ میں ملک کی دولت پر ہاتھ صاف کیا اور کسی نے اشتراکیت کا پردہ کھڑا کر کے خادم ملت کے رنگ میں اپنے لئے خاص مراعات محفوظ کر لیں حالانکہ فطری اور طبعی طریق وہ ہے جو اسلام نے قائم کیا ہے۔ یعنی انفرادی حقوق اور انفرادی جدوجہد بھی جاری رہے اور غریبوں کو اوپر اٹھانے اور امیروں کی دولت میں سے ایک حصہ کاٹ کر غریبوں کی ضرورت کو پورا کرنے کا سلسلہ بھی قائم رہے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ انتظام بھی قائم ہو کہ قومی اور ملکی دولت ناواجب طور پر چند ہاتھوں میں جمع ہونے سے محفوظ رہے۔

دراصل سارا دھوکا اس بات سے لگا ہے کہ انسانی حقوق کی اقسام پر غور نہیں کیا گیا۔ انسانی حقوق دو قسم کے ہوتے ہیں۔ (۱) ایک وہ حقوق ہیں جو حکومت کے ذمہ ہوتے ہیں جیسے کہ مثلاً عدل وانصاف کا قیام یا قومی عہدوں کی تقسیم وغیرہ۔ اور (۲) دوسرے وہ حقوق ہیں جو یا تو فطری اور قدرتی رنگ میں حاصل ہوتے ہیں جیسے آسمانی طاقتیں اور دماغی قویٰ وغیرہ اور یا وہ انفرادی کوشش اور انفرادی جدوجہد کے نتیجہ میں حاصل ہوتے ہیں جیسے دولت یا مکسوب علم وغیرہ۔ اسلام نے نہایت حکیمانہ طریق پر ان دونوں قسم کے حقوق میں اصولی فرق ملحوظ رکھا ہے۔ یعنی جہاں تک ان انسانی حقوق کا تعلق ہے جو حکومت کے ذمہ ہوتے ہیں اسلام نے جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں کامل مساوات قائم کی ہے اور مختلف قوموں اور مختلف انسانوں میں قطعاً کوئی فرق پیدا ہونے نہیں دیا، لیکن جہاں دوسری قسم کے حقوق کا دائرہ شروع ہوتا ہے جو فطری قویٰ اور انفرادی جدوجہد سے تعلق رکھتے ہیں وہاں اسلام نے ایک مناسب حد تک دخل دے کر مختلف طبقات اور مختلف افراد کے فرق کو سمونے کی تو ضرور کوشش کی ہے لیکن ظلم و جبر کے رنگ میں سارے فرقوں کو یکسر مٹانے کا طریق اختیار نہیں کیا۔ اور حق یہ ہے کہ اس میدان میں سارے فرقوں کو مٹانا ممکن بھی نہیں ہے۔ مثلاً جسمانی طاقتوں کے فرق کو کون مٹا سکتا ہے؟ دماغی قوتوں کے فرق کو کون مٹا سکتا ہے؟ اور جب یہ فرق نہیں مٹائے جا سکتے تو ظاہر ہے کہ ان فرقوں کے طبعی نتائج بھی نہیں مٹائے جا سکتے۔ ہاں چونکہ انسان مدنی الاصل صورت میں پیدا کیا گیا ہے اور اس کی فطرت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ وہ اپنے ہم جنس لوگوں کے ساتھ مل کر اور جہاں تک ممکن ہو ان کے لئے قربانی کرتے ہوئے زندگی گزارے۔ اس لئے اسلام نے یہ ضرور کیا ہے کہ انسان کی انفرادیت کو قائم رکھتے ہوئے اس سے بعض قومی ضرورتوں کے لئے قربانیوں کا مطالبہ کیا ہے اور اس مطالبہ کو اس انتہائی حد تک پہنچا دیا ہے جو ایک انسان کی انفرادیت کو مٹانے اور ظلم کا طریق اختیار کرنے کے بغیر اس کے اردگرد کے گرے ہوئے لوگوں کو زیادہ سے زیادہ اوپر اٹھانے کے لئے ضروری ہے۔ یہ وہ نکتہ ہے جسے سمجھ لینے کے بعد اسلامی مساوات اور اشتراکیت کا مسئلہ خود بخود حل ہو جاتا ہے بشرطیکہ کوئی شخص دیانت داری کے ساتھ اسے سمجھنے کے لئے تیار ہو۔

(سیرت خاتم النّبیین، صفحہ 702 تا 704، مطبوعہ قادیان 2006)

❀❀❀

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

غیر چاہے اسلام کو قبول کریں یا نہ کریں لیکن اس بات کا ضرور اعتراف کرتے ہیں کہ اسلام کا خدا دعاؤں کو سننے والا خدا ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 26 / جنوری 2018ء)

طالب دعا: افراد خاندان مکرم شکیل احمد گنائی صاحب مرحوم (دار الرحمت، جماعت احمدیہ ریشی نگر، کشمیر)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

اگر صحیح تقویٰ ہے تو اللہ تعالیٰ دنیاوی مسائل خود بخود حل کر دیتا ہے اور پھر دین کی خدمت کی توفیق ملتی ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 18 / مئی 2018ء)

طالب دعا: بی. ایس. عبد الرحیم ولد مکرم شیخ علی صاحب مرحوم (صدر جماعت احمدیہ منگلور، کرناٹک)

Our Moto Your Satisfaction

MUBARAK TAILORS

کوٹ پینٹ، شیروانی، شلوار قمیص اور vase coat کی سلائی کیلئے تشریف لائیں

Prop. : Hifazat, Sadaqat (Delhi Bazar, Shop No.33) Qadian

Contact Number : 9653456033, 9915825848, 8439659229

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے. رضی اللہ عنہ)

(قسط-10)

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سفر لاہور اور حضور پُرنور کا وصال

اس موقعہ پر میں حضور کے بعض وہ فقرات جو حضور نے اس سفر کی تقریروں میں اپنے کام کے پورا کر چکنے اور تکمیل تبلیغ سے متعلق فرمائے۔ مختصراً درج کر دیتا ہوں تا دنیا کو معلوم ہو کہ خدا کا یہ برگزیدہ نبی اپنا کام پورا کر چکنے کے بعد ہی واپس بلایا گیا تھا۔

(1) چنانچہ مورخہ ۳۰/اپریل ۰۸ء کی تقریر میں فرماتے ہیں ”جب بات حد سے بڑھ جاتی ہے تو فیصلہ کو خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے۔ ہمیں چھبیس سال ہوئے تبلیغ کرتے۔ جہاں تک ممکن تھا ہم ساری تبلیغ کر چکے ہیں۔ اب وہ خود ہی کوئی ہاتھ دکھائے اور فیصلہ کرے گا۔“ (الحکم ۲۶، ۳۰/اگست ۱۹۰۸ء)

(2) پھر ۲/مئی ۰۸ء مسٹر محمد علی جعفری ایم۔ اے وائس پرنسپل اسلامیہ کالج لاہور کو مخاطب کر کے ایک لمبی تقریر فرمائی جو اخبار الحکم ۰۸-۰۶-۱۸ کے بڑے سائز کے نو کالموں میں درج ہے۔

فرمایا: ”ہمارا کام صرف بات کا پہنچا دینا ہے۔ ماعلی الرسول الا البلاغ۔ تصرف خدا کا کام ہے۔ ہم اپنی طرف سے بات کو پہنچا دینا چاہتے ہیں ایسا نہ ہو کہ ہم پوچھے جاویں کہ کیوں اچھی طرح نہیں بتایا۔ اسی واسطے ہم نے زبانی بھی لوگوں کو سنایا ہے۔ تحریری بھی اس کام کو پورا کر دیا ہے۔ دنیا میں کوئی کم ہی ہوگا جواب بھی یہ کہہ دے کہ اُس کو ہماری تبلیغ نہیں پہنچی یا ہمارا دعویٰ اس تک نہیں پہنچا۔“ (الحکم ۰۸-۰۶-۱۸)

(3) پھر اسی روز یعنی مورخہ ۲/مئی ۰۸ء کو بعد نماز عصر شہزادہ محمد ابراہیم خان صاحب کی ملاقات کے وقت تقریر فرمائی جو الحکم ۱۴-مئی ۰۸ء کے قریباً چودہ کالموں میں شائع ہوئی تھی۔

فرمایا: ”ہم نے اپنی زندگی میں کوئی کام دنیوی نہیں رکھا۔ ہم قادیان میں ہوں یا لاہور میں۔ جہاں ہوں ہمارے انفاس اللہ ہی کی راہ میں ہیں۔ **معقولی رنگ میں اور منقولی طور سے تو اب ہم اپنے کام کو ختم کر چکے ہیں۔ کوئی پہلو ایسا نہیں رہ گیا جس کو ہم نے پورا نہ کیا ہو۔ البتہ اب تو ہماری طرف سے دعائیں باقی ہیں۔**

(4) مورخہ ۱۷/مئی ۰۸ء کو گیارہ بجے قبل دوپہر سے ایک ڈیڑھ بجے بعد دوپہر تک حضور نے ایک تقریر رؤسا و عمائد لاہور و مضافات کے سامنے فرمائی جو بڑے سائز کے ۳۶ کالموں میں چھپی۔ اور یہ وہ تقریر ہے جس کا نام ہی تکمیل التبلیغ و اتمام الحجّۃ اور نام ہی سے تقریر کا خلاصہ مطلب عیاں ہے۔ (الحکم ۱۴/جولائی ۱۹۰۸ء صفحہ نمبر ۱ کالم نمبر ۲)

(5) پھر ۱۹/مئی ۰۸ء کو عبدالحکیم کی کتاب کا ذکر تھا کہ اس نے بہت سے اعتراض کئے ہیں۔

فرمایا: ”ہم نے جو کچھ کہنا تھا کہہ چکے۔ بحثیں ہو چکیں۔ کتابیں مفصل لکھی جا چکی ہیں۔ اب بحث میں پڑنا فضولیوں میں داخل ہے۔“

(بدر ۲۴/مئی ۱۹۰۸ء صفحہ ۷ کالم نمبر ۲)

ان کے علاوہ اور بھی بعض تقاریر میں زبانی طور سے یاد پڑتا ہے کہ حضور نے بڑے زوردار الفاظ میں اس امر کا اعلان فرمایا کہ ”**ہم تو اپنا کام کر چکے۔ اب خدا اپنا ہاتھ دکھائے گا۔**“

ممکن ہے کہ تفصیلی محنت سے ایسے اور حوالے بھی مل جائیں یا بعض احباب کی یادداشت میری تصدیق کر دے۔ میں اس وقت زیادہ محنت کے قابل نہیں۔

نماز عصر ہوئی اور حضور پُرنور سیر کے واسطے تشریف لے آئے۔ یہ سیر وہی سیر تھی جس کا میں اوپر ذکر کر آیا ہوں۔ آخری دن کی خاموش اور پُرمعنی سیر۔ جس کی وجہ سے طرح طرح کے خیالات پیدا ہوتے رہے۔ مگر باقی معاملات بالکل نارمل اور اپنے معمول پر تھے۔ مکان پر رات کو باقاعدہ پہرہ ہوا کرتا اور ہم لوگ باری سے اس خدمت کو بجالاتے تھے۔ ڈیوٹی والے پہرہ پر اور باقی اپنی جگہ آرام اور سیر و تفریح میں تھے۔ کوئی غیر معمولی امر درپیش نہ تھا۔ اچانک گیارہ بجے مکرم حافظ حامد علی مرحوم نے مجھے جگایا۔ میں سمجھا میرے پہرے کا وقت آ گیا۔ پوچھا۔ کیا ایک بج گیا ہے؟ حافظ صاحب مرحوم نے دھیمی سی آواز میں جواب دیا۔ ایک تو نہیں بجا۔ حضرت صاحب بیمار ہیں، تمہیں یاد فرمایا ہے۔ حضور کی بیماری کی خبر سے میں چونکا، ہوشیار ہوا۔ نیند کے غلبہ کی غفلت اڑ گئی۔ سیڑھی، وارانڈہ اور دالان کے چار ہی قدم کر کے فوراً حضرت کے حضور حاضر ہوا۔ سلام عرض کیا، جواب پایا اور حضور کے پاؤں کی طرف فرش پر بیٹھ کر دبانے لگا۔ کیونکہ سیدۃ النساء حضرت اُم المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت کے سرہانے چارپائی کے کونے پر بیٹھی تھیں۔ حضور نے چارپائی پر بیٹھ کر زور سے دبانے کا ارشاد فرمایا جس کی تعمیل میں پائنتی کی طرف چارپائی کے اوپر بیٹھ کر اپنی پوری طاقت اور سارے زور کے ساتھ پاؤں، پنڈلیاں، ران، کمر اور پسلیوں کو دباتا رہا۔

حضور پُرنور اس وقت ایک چارپائی پر مکان کے بالائی حصہ کے صحن میں شرقاً غرباً لیٹے ہوئے تھے۔ سیدۃ النساء حضرت اُم المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور کے سرہانے اسی چارپائی کے شمال غربی کونہ پر تشریف فرما تھیں اور حضرت مولانا نورالدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ چارپائی کے شمالی جانب ایک کرسی پر حسب عادت خاموش سر ڈالے بیٹھے تھے۔ حضور کا جسد اطہر ٹھنڈا، کمزور اور آواز بالکل دھیمی تھی۔ کیونکہ حضور پُرنور کو میرے پہنچنے سے پیشتر ایک بڑا اسہال ہو چکا تھا۔ مجھ پر اس وقت یہی اثر تھا کہ حضرت اقدس کو اُسی پرانی بیماری اسہال اور بردِ اطراف کا دورہ لاحق ہے جو اکثر دماغی کام میں انہماک اور شبانہ روز کی محنت کے نتیجہ میں ہو جایا کرتا تھا اور چونکہ ایسی تکلیف میں اکثر مجھے خدمت کی عزت نصیب ہوتی رہتی تھی جس کے بارہا میسر آنے کی وجہ سے مجھے حضرت کے جسم مبارک کی حالت کا اندازہ اور خدمت کے متعلق مزاج شناسی اور تجربہ حاصل تھا۔ چنانچہ اسی مشاہدہ، تجربہ اور احساس کی بنا پر میں اس یقین اور بصیرت پر ہوں کہ حضور پر متواتر و مسلسل سخت دماغی محنت اور دن رات کی مصروفیت کے باعث اسی پرانی بیماری و عارضہ کا حملہ ہوا تھا جو اس سے قبل بارہا حضور کی زندگی میں ہوا کرتا تھا اور یہی علامات ان تکالیف میں بھی نمایاں ہوا کرتی تھیں جو بعض اوقات کئی کئی مضبوط اور قوی غلاموں کی گھنٹوں کی محنت، کوشش اور خدمت سے، جو دبانے اور مالش چاپی وغیرہ کے ذریعہ کی جایا کرتی تھی، بصد مشکل زائل ہوا کرتی تھیں۔ حضور کا جسم مبارک برف کی طرح ٹھنڈا ہو جانے کے بعد گرم ہوا کرتا تھا۔ نبض کی حرکت بحال ہوا کرتی تھی۔

بعینہٖ وہی علامات آج میں نے محسوس کیں اور اسی رنگ میں حضور کے برف کی مانند ٹھنڈے جسم کو گرمانے کی ان تھک کوشش جاری رکھی۔ محترم بزرگ حافظ حامد علی صاحب مرحوم اور میاں عبدالغفار خانصاحب کابلی بھی کچھ دیر بعد میرے ساتھ شریک عمل ہوئے اور اپنی طاقت سے بڑھ کر ہر کسی نے مالش و چاپی کے ذریعہ حضور کے جسم مبارک کو گرمانے کی کوشش کی مگر لَا حَاصِل۔ جسدِ اطہر میں گرمی پیدا ہوئی نہ نبض ہی سنبھلی بلکہ جسم زیادہ ٹھنڈا اور نبض زیادہ کمزور ہوتی چلی گئی اور حضور کو پھر ایک دست ہوا جس کی وجہ سے ہم لوگ اوٹ میں ہو گئے واپس پہنچے تو معلوم ہوا کہ حضور کو ایک قے بھی ہوئی اور ضعف اتنا بڑھا کہ حضور چارپائی پر گر گئے۔

سیدنا حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس حالت کو دیکھ کر سیدۃ النساء حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کسی قدر جھک کر حضرت کے حضور عرض کیا

”یا اللہ یہ کیا ہونے لگا ہے؟“

جس کے جواب میں حضور نے فرمایا:

”وہی جو میں آپ سے کہا کرتا تھا“

میرے حضرت کے حضور پہنچنے کے قریباً ایک گھنٹہ بعد حضرت مولوی صاحب کو حضور نے گھر جا کر آرام کرنے کا حکم دیا اور حضرت مولوی صاحب تعمیل ارشاد میں تشریف لے گئے مگر جب حالت زیادہ نازک اور کمزور ہوتی گئی، جسم بجائے گرم ہونے کے اور زیادہ سرد ہوتا گیا تو حضرت مولوی صاحب اور ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کو دوبارہ بلوایا گیا۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب چونکہ شہر میں دور رہتے تھے ان کو بھی آدمی بھیج کر بلوایا گیا اور جب انہوں نے پہنچ کر سلام عرض کیا تو حضور نے جواب کے بعد فرمایا۔

”**ڈاکٹر صاحب علاج تو اب خدا ہی کے ہاتھ میں ہے۔** مگر چونکہ رعایت اسباب ضروری ہے وہ بھی کریں۔ مگر ساتھ ہی دعائیں بھی کریں۔“ چنانچہ ڈاکٹروں نے بعض انگریز ماہرین اور سول سرجن کے مشورہ سے انجیکشن کرنے کا فیصلہ کیا جو حضور کے بائیں پہلو کی پسلیوں میں دل کے اوپر کیا گیا۔ باوجود اس کے حضور کو کوئی افاقہ نہ ہوا بلکہ تین بجے رات کے قریب ایک اور دست حضور کو آ گیا جس سے کمزوری اتنی بڑھی کہ ڈاکٹر اور طبیب خود بھی گھبرا گئے۔ دوبارہ ایک پچکاری حضور کے اسی پہلو میں اور کی گئی۔ ان پچکاریوں سے حضور کو درد محسوس ہوا جس کی وجہ سے حضرت نے ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کو ایسا کرنے سے روکنے کی کوشش بھی فرمائی۔ باوجود اس کے اس مرتبہ بھی پچکاری کر ہی دی گئی۔ مجھے حضرت کی تکلیف سے سخت تکلیف ہوئی اور ڈاکٹر صاحب کی جرأت پر تعجب کہ کس دل سے انہوں نے حضرت کے جسم مبارک میں اتنا لمبا سوا لگایا، خطرہ بجائے کم ہونے کے بڑھتا گیا جس کی وجہ سے حضور کی چارپائی صحن میں سے اٹھوا کر دالان میں شرقاً غرباً چھت کے نیچے بچھائی گئی اور خاندان کے ارکین کو بلوایا گیا۔ صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب سلمہ ربہ، ہمارے موجودہ خلیفۃ المسیح الثانی کے اہل بیت حرم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس شب اپنے والد بزرگوار حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشیدالدین صاحب مرحوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آبائی مکان واقعہ پتھراں والی حویلی میں تشریف فرما، ان کو وہاں سے خود حضرت صاحبزادہ صاحب والا تبار جا کر لے آئے اور حضرت نواب صاحب قبلہ کو ان کی کوٹھی سے راتوں رات بلوا لیا گیا۔

(سیرۃ المہدی، جلد 2، تتمہ، صفحہ 408 تا 412، مطبوعہ قادیان 2008)

HOTEL
HOTEL FIRDOUS
SALANDI BY PASS (BHADRAK)
Nearest to Bus Stand & Railway Station
A/C & Non A/C Rooms, Marriage & Confrence Hall, Laundry Facility
Landline : 06784-240620 Mobile : 9078517843, 7852974737
طالب دعا : شیخ طاہر احمد (جماعت احمدیہ بھدرک، صوبہ اڈیشہ)

رَبِّ كُلُّ شَيْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِي وَانْصُرْنِي وَارْحَمْنِي (الہامی دعا حضرت مسیح موعودؑ)
ترجمہ: اے میرے ربّ! ہر ایک چیز تیری خادم ہے، اے میرے رب! شریر کی شرارت سے مجھے پناہ میں رکھ اور میری مدد کر اور مجھ پر رحم کر

MOBILE
REPAIR SERVICES
KOLKATA BAZAR MOBILE SHOP
Prop. : Minzarul Hassan
Contact No. 6239691816, 8116091155
Delhi Bazar, Qadian - 143516
Dist. Gurdaspur, PUNJAB

انصار اللہ میں زیادہ لکھاری ہونے چاہئیں، اس کو بھی encourage کرنا شعبہ اشاعت کا کام ہے،
تلاش کریں کون کون لکھنے والے ہیں مضمون نویسی کا کوئی مقابلہ کرا دیں کہ جس کا مضمون اچھا ہو گا وہ شائع ہو گا

انصار میں آ کر بھی نماز پڑھنے کی طرف توجہ نہیں ہوئی تو پھر کب ہونی ہے؟
مستقل کوئی نہ کوئی میسج ان کو بھیجتے رہا کریں واٹس ایپ میں یا کسی اور طریقے سے تاکہ نماز، قرآن کریم اور اس کا ترجمہ پڑھنے کی طرف توجہ ہو
اگر انصار کو مستقل میسج جاتے رہیں تو توجہ پیدا ہوتی رہے گی

جو رپورٹ بھیجتے ہیں ان کو کم از کم acknowledge تو کر دیا کریں
اس سے ان کو encouragement ہوتی ہے کہ مرکز ہماری چیز دیکھ رہا ہے اس لیے ہم بھیجتے رہیں
جب ان کو پتا ہو گا کہ مرکز نے جواب نہیں بھیجنا تو وہ ویسے ہی ایک فارم fill اور دستخط کر کے آپ کو بھیج دیا کریں گے اور کہیں گے کہ کیا فرق پڑتا ہے کام کریں یا نہ کریں
اس لیے صدر صاحب یا قائد عمومی یا متعلقہ قائدین کی طرف سے تبصرہ جانا چاہئے

افریقہ میں انسانی ہمدردی کے تحت کوئی منصوبہ شروع کریں، انصار اللہ افریقہ میں ایک ہسپتال بنائے یا کوئی اور بڑا منصوبہ شروع کرے

ہر سطح پر آپ کی مجلس active ہونی چاہئے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ہر عاملہ ممبر کا خاص طور پر اور ہر ناصر کا عام طور پر اللہ تعالیٰ سے ایک ذاتی رابطہ ہونا چاہئے
اس عمر میں آ کر تو سو فیصد لوگوں کو نمازیں پڑھنے کا خیال آنا چاہئے اور پھر قرآن کریم پڑھنے، تلاوت کرنے کا خیال آنا چاہئے
یہی ماحول جب گھروں میں پیدا ہو گا تو آپ لوگ میاں، بیوی اور بچوں کے حقوق بھی ادا کرنے والے ہوں گے
اور آپ کے نمونے کو دیکھ کے پھر بچے بھی صحیح رنگ میں اپنی زندگیاں اسلامی ماحول میں گزارنے والے ہوں گے

❁ سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ مجلس انصار اللہ کینیڈا کے عاملہ ممبران کی آن لائن ملاقات اور حضور انور کی زرّیں نصائح ❁

مورخہ 4 جون 2023ء کو امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ مجلس انصار اللہ کینیڈا کے نیشنل، ریجنل اور مقامی ممبران عاملہ کی آن لائن ملاقات ہوئی۔

حضورِ انور نے اس ملاقات کو اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں قائم ایم ٹی اے سٹوڈیوز سے رونق بخشی جبکہ ممبران عاملہ نے ایوان طاہر پیس ویلج ٹورانٹو سے آن لائن شرکت کی۔

نشست کا آغاز دعا سے ہوا جس کے بعد عاملہ کے بعض ممبران کو حضور انور سے گفتگو کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

نائب صدر اوّل جن کے ذمہ شعبہ اشاعت کی نگرانی تھی سے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ کیا انصار اللہ کا رسالہ باقاعدہ شائع ہوتا ہے؟ اس پر موصوف نے عرض کی کہ ایک سہ ماہی رسالہ نَحۡنُ اَنۡصَارُ اللّٰہ کے نام سے شائع ہوتا ہے۔

اس پر حضور انور نے توجہ دلائی کہ کینیڈا میں اتنی بڑی انصار اللہ ہو گئی ہے، ابھی تک آپ لوگ سہ ماہی پر چل رہے ہیں؟

ایک اور نائب صدر سے جن کے ذمہ انصار اللہ کینیڈا کی تاریخ کی تدوین کمیٹی کی نگرانی تھی حضور انور نے دریافت فرمایا کہ انصار اللہ کی تاریخ کے حوالے سے کس حد تک کام ہوا ہے؟ اس پر موصوف نے عرض کی کہ 1977ء سے 2022ء تک کے عرصے کی تمام معلومات جمع کر لی گئی ہیں۔ حضور انور نے استفسار فرمایا کہ کینیڈا میں مجلس انصار اللہ کا قیام کب ہوا تھا؟ اس پر موصوف نے عرض کی کہ 1977ء میں ہوا تھا تاہم پہلے صدر 1991ء میں منتخب ہوئے تھے۔ پہلے زعیم انصار اللہ کے متعلق حضور انور نے دریافت فرمایا کہ کون تھے؟ اس پر موصوف نے عرض کی کہ 1977ء میں پہلے زعیم بنے تھے لیکن ان کا نام مستحضر نہیں۔

قائد مال سے گفتگو کرتے ہوئے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ ان کا پاکستان میں کہاں سے تعلق ہے اور کتنے عرصے سے کینیڈا میں مقیم ہیں؟

قائد تعلیم نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے عرض کی کہ وہ سہ ماہی امتحان نیز نصاب تیار کرنے کا کام کرتے ہیں۔ حضور انور نے دریافت فرمایا کہ گذشتہ سال کتنے لوگوں نے امتحان میں حصہ لیا اور کونسی کتاب مطالعہ کے لیے مقرر کی تھی؟ اس پر موصوف نے عرض کیا کہ پہلی سہ ماہی کے لیے کتاب ''ہماری تعلیم'' جبکہ دوسری اور تیسری سہ ماہی کے لیے ''شہادۃ القرآن'' مقرر کی گئی تھی جبکہ چوتھی سہ ماہی کی کتاب ''نشانِ آسمانی'' ہے۔ موصوف نے عرض کی کہ 45 فیصد انصار امتحان میں حصہ لیتے ہیں۔ حضور انور نے توجہ دلائی کہ نیشنل، ریجنل اور مقامی مجالس عاملہ کے ممبران کو ان امتحانات میں حصہ لینا چاہیے۔

ایک نائب صدر مجلس سے جن کے ذمہ دو ریجنز کی نگرانی تھی حضور انور نے استفسار فرمایا کہ ان دونوں ریجنز میں کتنی تجنید ہے؟ اس پر موصوف نے عرض کی کہ 495 انصار ٹورانٹو ویسٹ میں جبکہ Prairies ریجن میں 439 کی تجنید ہے۔

ایک اَور نائب صدر سے جن کے ذمہ دو ریجنز کی نگرانی تھی حضور انور نے استفسار فرمایا کہ ان کے سپرد ریجنز میں اجتماع کب منعقد ہو گا؟ اس پر موصوف نے عرض کی کہ اگست کے تیسرے ہفتے میں انشاء اللہ منعقد ہو گا۔

اس کے بعد قائد تجنید نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے عرض کی کہ انہوں نے تجنید کا کام کرنے کے لیے ایک software بھی تیار کیا ہے۔

انصار اللہ کے سہ ماہی رسالہ کو ماہنامہ کرنے کے حوالے سے قائد اشاعت کو حضور انور نے فرمایا کہ ابھی تک تین مہینے پر کیوں رکے ہوئے ہیں؟ ریگولر ہونا چاہیے۔ تبھی تو انصار کو کچھ بھی پتا نہیں لگتا۔ تین مہینے کے بعد ایک رسالہ جاتا ہے۔ انصار کہتے ہیں کہ چلو دیکھ لیں گے، پڑھ لیں گے، وہ بھی کوئی نہیں پڑھتا۔ اگر ریگولر آنے والا ہو یا پہلے کم از کم تین مہینے سے دو مہینے پر لائیں، پھر دو مہینے سے ایک مہینے پر لائیں تو آہستہ آہستہ انصار کو بھی پڑھنے کی عادت پڑے۔

دوسری کوشش یہ کریں کہ آپ کے ہر لیول پر عاملہ کے ممبران رسالہ پڑھا کریں۔ نہیں تو پھر waste of potential اور پیسے کا بھی ضیاع ہے۔ لکھنے والوں کی کوئی حوصلہ افزائی بھی نہیں ہوتی۔ پڑھنے والے مضامین کوئی نہیں ہوتے اور پھر ٹکسالی مضامین ہوں۔

کوشش کریں (اور جائزہ لیں) کہ کیا جدت پیدا کی جا سکتی ہے؟ اب آپ کے انصار اللہ میں مختلف طبقات شامل ہیں۔ صرف بوڑھے نہیں ہیں بلکہ ایسے انصار بھی آ گئے ہیں جو یہاں کے پڑھے لکھے ہیں۔ ایک normal average پڑھا لکھا ہے، ایک زیادہ پڑھا لکھا اور ایک بہت زیادہ پڑھا لکھا ہے۔ ہر ایک طبقے کے مطابق کچھ نہ کچھ مضامین آنے چاہئیں اور کوشش کریں کہ زیادہ سے زیادہ لکھنے والے explore کریں۔ آپ کے انصار اللہ میں زیادہ لکھاری ہونے چاہئیں۔ اس کو بھی encourage کرنا شعبہ اشاعت کا کام ہے۔ تلاش کریں کون کون لکھنے والے ہیں۔ مضمون نویسی کا کوئی مقابلہ کرا دیں کہ جس کا مضمون اچھا ہو گا وہ شائع ہو گا، اس کو تھوڑا سا انعام ملے گا یا کوئی اور حوصلہ افزائی ہو تو شاید اس طرح آپ کے مزید لکھنے والے پیدا ہو جائیں۔ اب تو انصار کا بھی وہی بچوں والا حال ہے کہ انعام دو تو کام کرتے ہیں، نہیں تو نہیں کرتے۔

حضور انور نے قائد تربیت سے پنج وقتہ نماز کے حوالے سے بات کرتے ہوئے فرمایا کہ عمومی طور پر مساجد کی حاضری دیکھ کر پتا لگ ہی جاتا ہے کہ آپ کے نماز باجماعت پڑھنے والے انصار کتنے ہوتے ہیں۔ موصوف کے عرض کرنے پر کہ ابھی اس پر کام کرنے کی کافی گنجائش ہے اور بتایا کہ دستیاب اعداد و شمار کی بنیاد پر تقریباً پچاس فیصد انصار نماز باجماعت ادا کرتے ہیں۔

اس پر حضور انور نے اظہار تشویش کرتے ہوئے فرمایا کہ انصار میں آ کر بھی نماز پڑھنے کی طرف توجہ نہیں ہوئی تو پھر کب ہونی ہے؟ بعد میں تو اگلا جہان ہی رہ جاتا ہے۔ مستقل کوئی نہ کوئی میسج ان کو بھیجتے رہا کریں واٹس ایپ میں یا کسی اور طریقے سے تاکہ نماز، قرآن کریم اور اس کا ترجمہ پڑھنے کی طرف توجہ ہو۔ تو بہرحال پھر اس سے کچھ نہ کچھ پڑھنے کی طرف خیال پیدا ہوتا رہتا ہے۔ بجائے صرف رپورٹ فارم پر rely کرنے کے اصل مقصد یہ ہے کہ توجہ پیدا ہو۔ اس کے لیے کوئی نیا طریقہ اختیار کریں اور اگر انصار کو مستقل میسج جاتے رہیں تو توجہ پیدا ہوتی رہے گی۔

ایک معاون صدر سے جن کے ذمہ مجلس انصار اللہ کی جائیداد اور ضیافت کی نگرانی تھی حضور انور نے استفسار فرمایا کہ انصار اللہ کی کتنی جائیداد ہے؟ اس پر موصوف نے عرض کی کہ تین جائیدادیں ہیں جو تمام Peace Village میں واقع ہیں۔

زعیم اعلیٰ مقامی سے حضور انور نے مقامی ریجن کی تجنید دریافت فرمائی جس پر موصوف نے عرض کی

کہ Peace Village میں 491 انصار ہیں۔

قائد وقف جدید نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ انصار اللہ کا جماعت کینیڈا کے کُل چندہ وقف جدید میں 38 فیصد حصہ تھا۔ اس پر حضور انور نے اظہارِ خوشنودی کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ نے بہت اچھا کام کیا ہے۔

ایڈیشنل قائد تبلیغ نے حضور انور کے استفسار پر عرض کی کہ امسال انصار اللہ نے چار بیعتیں کروائی ہیں۔

حضور انور کے استفسار پر قائد عمومی نے بتایا کہ ہماری 110 مجالس ہیں۔ تمام مجالس رپورٹس بھیجتی ہیں اور ان میں سے اکثر کو جواب دیا جاتا ہے۔

اس پر حضور انور نے راہنمائی فرمائی کہ جو رپورٹ بھیجتے ہیں ان کو کم از کم acknowledge تو کر دیا کریں۔ اس سے ان کو encouragement ہوتی ہے کہ مرکز ہماری چیز دیکھ رہا ہے اس لیے ہم بھیجتے رہیں۔ جب ان کو پتا ہوگا کہ مرکز نے جواب نہیں بھیجنا تو وہ ویسے ہی ایک فارم fill اور دستخط کر کے آپ کو بھیج دیا کریں گے اور کہیں گے کہ کیا فرق پڑتا ہے کام کریں یا نہ کریں۔ اس لیے صدر صاحب یا قائد عمومی یا متعلقہ قائدین کی طرف سے تبصرہ جانا چاہیے۔

قائد تعلیم القرآن و وقف عارضی نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ اب تک 1060 تعلیم القرآن کلاسز منعقد ہوئی ہیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ عاملہ کے ممبران کو ان میں شامل ہونا چاہیے۔

قائد تحریک جدید نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ انصار اللہ کا جماعت کینیڈا کے کُل چندہ تحریک جدید میں 35 فیصد حصہ تھا۔

حضور انور نے قائد ایثار سے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ افریقہ میں انسانی ہمدردی کے تحت کوئی منصوبہ شروع کریں۔ انصار اللہ افریقہ میں ایک ہسپتال بنائے یا کوئی اور بڑا منصوبہ شروع کرے۔ حضور انور نے مجلس انصار اللہ برطانیہ کی مثال دی جنہوں نے برکینا فاسو میں Masroor Eye Institute کا ادارہ قائم کیا ہے اور توجہ دلائی کہ انصار اللہ کینیڈا بھی ایسی کوششوں میں حصہ لے۔ قائد ایثار نے بتایا کہ وہ اس وقت پانی کے کنویں کے منصوبے پر کام کر رہے ہیں اور اس کی تکمیل کے بعد ایک اور بڑے منصوبے کو زیرِ غور لا رہے ہیں۔

حضور انور نے قائد تربیت نومبائعین کو ہدایت فرمائی کہ ہر ایک کے لیے آپ کو تربیت اور اپنے سسٹم میں absorb کرنے کے لیے مختلف پلان بنانا پڑے گا۔ نومبائعین کو شکوہ رہتا ہے کہ آپ لوگ ہمارے ساتھ صحیح طرح interact نہیں کرتے اور ہمیں صحیح طرح integrate کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ ان کے ساتھ ذاتی رابطے رکھیں اور مواخات کا سلسلہ بنائیں تو پھر آپ ان کو سنبھال سکتے ہیں۔ ہر ایک نومبائع کو ایک پرانے احمدی کے سپرد کریں اور مواخات کا سلسلہ قائم کریں تب یہ لوگ آپ کے ساتھ absorb ہوں گے۔

قائد تربیت نومبائعین نے بتایا کہ 2017ء سے پرانے نو مبائعین سے رابطہ کیا جا رہا ہے اور ان کو باقاعدگی سے حضور انور کا خطبہ جمعہ بھی بھجوایا جاتا ہے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ سب کچھ بھجوانے کے باوجود جب تک اپنے اندر مجلس میں نہیں بٹھائیں گے، ساتھ نہیں رہیں گے، personal contact نہیں کریں گے، کوئی نہ کوئی ان کا دوست نہیں بنائیں گے، ان کو یہ محسوس ہوگا کہ ہمارے سے آپ نے distance رکھا ہوا ہے۔ یہ احساس نہیں ہونا چاہیے بلکہ ان کو قریب لانے کی کوشش کریں۔

اس کے بعد بقیہ وقت میں بعض اراکین کو حضور انور سے سوالات کرنے کا موقع ملا۔

ایک سوال کیا گیا کہ مغربی معاشرے میں رہتے ہوئے بچوں کی والدین سے مختلف پسند، ناپسند، مشاغل اور دیگر امور کی وجہ سے بعض اوقات والدین اور بچوں کے درمیان ایک کمیونیکیشن گیپ ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ کھل کر اپنی بات یا احساسات ایک دوسرے تک نہیں پہنچا پاتے، اس فاصلے کو کم کرنے کے لیے ہم والدین کو کیا کرنا چاہیے تاکہ ہم احسن رنگ میں اپنے بچوں کی تربیت کر سکیں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ آپ اگر میرے پروگرام سنتے رہے ہیں، باقاعدہ سن رہے ہوں تو آپ کو پتا ہونا چاہیے۔ مَیں ہر دفعہ، ہر مجلس میں کہیں نہ کہیں یہی بات کرتا ہوں۔ خطبات، تقریروں اور جو آپ کی ملاقاتیں ہوتی ہیں ان میں بھی کہہ رہا ہوں کہ کمیونیکیشن گیپ کیوں ہے، اس کو کم کریں۔

اگر آپ نے اپنے بچوں اور اپنی نسلوں کو سنبھالنا ہے تو بیماری بھی آپ کو پتا ہے اور یہ بھی کہ اس کا علاج کیا ہے کہ اس گیپ کو کم کیا جائے۔ یہ تو ہر ایک گھر، اپنے ماحول میں ہر ایک کو اپنے حساب سے تربیت کرنی پڑے گی، بچوں کو قریب لانا پڑے گا۔ ایک بچہ سات سے دس سال تک ماں باپ سے attach رہتا ہے، اگر ماں اور باپ دونوں اسی طرح اس attachment کو جاری رکھیں اور بڑے ہونے کے بعد جب بچہ باہر کھیلنے کے لیے جاتا ہے اس وقت بھی، جب گھر آئے تو اس سے باتیں شیئر کریں کہ اچھا تم نے کیا کیا، کس طرح کھیلے، کون کون سے لوگوں سے ملے، کیا باتیں ہوئیں۔ ان کو ایک confidence ہونا چاہیے ہم جو شیئر کریں گے، ماں باپ ہماری بات پیار سے سنیں گے اور پھر ہم سے اس کے متعلق discussion بھی کریں گے اور اگر کہیں کوئی سمجھانے والی بات ہوئی تو سمجھا بھی دیں گے۔ یہ نہیں کہ میں کوئی ہوائی باتیں کر رہا ہوں۔ ایسے ماں باپ ہیں جو اس طرح کرتے ہیں اور پھر ان کے بچے رابطے میں بھی رہتے ہیں۔

بات یہ ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ سکولوں میں اتنی دیر کھلاتے ہیں یا باہر جا کر بچے اثر لے کر آ جاتے ہیں، اگر تو گھر کا ماحول ایسا ہو کہ پُرامن ہو اور ماں باپ کے ساتھ بچوں کو یہ احساس ہو کہ ہمارا دوستی کا رشتہ ہے علاوہ ماں باپ کے رشتے کے، تو وہ بہت ساری باتیں شیئر بھی کرتے ہیں اور وقت بھی گھر میں گزارنے کی کوشش کرتے ہیں۔

یہاں مغربی دنیا میں 365 دنوں میں سے maximum ۱۷۰ دن سکولوں میں ہوتے ہیں، باقی وقت تو بچے آپ کے پاس ہوتے ہیں۔ اس میں سے آپ کہہ دیں کہ بچے باہر اپنے دوستوں سے کھیلنے چلے گئے تو روزانہ دو گھنٹے کے لیے چلے گئے۔ اگر ایک بچہ چھ گھنٹے ہی باہر رہتا ہے یا آٹھ گھنٹے باہر رہتا ہے تو وہ ماں باپ کی غلطی ہے۔ کیوں باہر رہتا ہے؟ اس کا مطلب ہے کہ وہ اپنے گھر کے ماحول سے satisfied نہیں ہے۔ ان کے لیے ایک ماحول پیدا کریں جہاں وہ satisfied ہوں اور پھر weekends میں ان کے ساتھ خاص پروگرام بنائیں۔ گھر میں روزانہ ہی ماں یا باپ ان کو وقت دے کر اور ان کی باتوں کے جواب دے رہے ہوں۔ آپ کو پتا ہو کہ ہر age group کے بچہ کی سطح پر آ کر آپ نے اس کے ساتھ باتیں کرنی ہیں، اس کے سوالوں کے جواب دینے ہیں۔

آج کل کے ماحول کی خرابیاں اور برائیاں اگر وہ خود بچہ نہیں بھی کہتا تو کہانی کی صورت بنا کے بچوں سے شیئر کریں کہ یہ یہ برائیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ اسلام نے ہمیں یہ تعلیم دی، اللہ تعالیٰ اس بارے میں یہ فرماتا ہے۔ ایک اچھا احمدی مسلمان بچہ کیا ہونا چاہیے، اس کو کس طرح رہنا چاہیے، کس قسم کی باتیں سیکھنی چاہئیں اور ہم سکولوں میں بعض دفعہ غلط باتیں بھی سیکھ لیتے ہیں۔

بعض دفعہ یہ ہوتا ہے کہ ماں باپ شرماتے ہیں کہ سکول یا باہر کے ماحول میں بچے جو باتیں سیکھ کر آ رہے ہیں اس کو شیئر کریں گے تو پتا نہیں بچہ ہمیں کیا کہے گا۔ لیکن بچے کے دماغ میں سوال ہوتے ہیں۔ وہ ڈر کے مارے سوال نہیں کرتا اور ماں باپ شرما کر باتیں نہیں کر رہے ہوتے۔ اس لیے خود ان باتوں کو initiate کرنا پڑے گا۔

اس طرح کریں گے، اپنے ماحول کے حساب سے ہر ایک کرے تو اللہ تعالیٰ فضل کرتا ہے پھر اور ایسے بہت سارے لوگ ہیں جنہوں نے گھروں میں اس طرح کیا اور ان کے بچے اپنے ماں باپ کے ساتھ رہتے ہیں۔ وقت تو ماں باپ کو دینا پڑے گا۔ قربانی بھی کرنی پڑے گی اور اپنے اپنے ماحول کے مطابق ان کو plan بنانا پڑے گا۔ بچے کو یہ احساس دلانا پڑے گا کہ ہم تمہارے ہمدرد، ہم ہی تمہارے سگے ہیں اور ہم جو بھی کرتے ہیں تمہاری بہتری کے لیے کرتے ہیں۔

اس بارے میں مختلف وقتوں میں مختلف باتیں مَیں بتا چکا ہوں اور آپ ماشاء اللہ پڑھے لکھے لوگ ہیں آپ لوگوں کو خود شرماہٹ اور جھجک کو توڑنا ہوگا۔ آپ کہہ دیتے ہیں ہم کس طرح بات کریں لیکن دنیا میں وہ باہر سے سب کچھ سیکھ کے آتے ہیں۔ تو ہمیں بات کہانی کے رنگ میں کرنی پڑے گی، یہ نہیں کہ directly کہہ دیں کہ وہ بچہ چڑ جائے یا خوف زدہ ہو جائے۔ ایسے رنگ میں کہیں جو بچے کو attract کرنے والی بات ہو۔ پھر وہ آپ کی بات سنے، آپ سے شیئر کرے، پھر وہ سوال کرے کہ اچھا سکول والے تو یہ کہتے ہیں، آپ یہ کہتے ہیں۔ پھر آپ اس کا جواب دیں کہ ہاں سکول میں یہ کرا دیتے ہیں یا تم نے باہر کے ماحول میں یہ سیکھا، اسلام یہ کہتا ہے، احمدیت یہ کہتی ہے، اس کا یہ فائدہ ہے، اس کا یہ نقصان ہے تو نفع نقصان، فائدہ، اچھائی، برائی کا جب فرق بتائیں گے تو پھر بچے کے ذہن میں باتیں بیٹھیں گی اور چھوٹے ہونے سے لے کر بڑے ہونے تک خاص طور پر پندرہ تا سترہ سال تک کی عمر کے بچوں کی آپ نگرانی کریں تو پھر آگے ٹھیک نکل آتے ہیں۔

بعد ازاں حضور انور نے صدر صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ سوال ہی کافی تھا، اسی کو سنبھال لیں تو بڑی بات ہے۔

باقی آپ کے ساتھ بے شمار قائدین، ناظمین، منتظمین بیٹھے ہوئے ہیں اور ماشاء اللہ کینیڈا کی جماعت بھی بڑی ہے، مجالس بھی 110 ہیں، ظاہر ہے ہر ایک سے انفرادی طور پر تو اب ملنا مشکل ہے، اگر آپ علیحدہ علیحدہ کوئی میٹنگیں کر رہے ہوتے تو شاید سب کا انفرادی طور پر تعارف بھی ہو جاتا، کبھی موقع ملا تو وہ بھی کر لیں گے۔

لیکن بہرحال اللہ تعالیٰ انصار اللہ کینیڈا کو توفیق دے کہ وہ صحیح رنگ میں اپنے فرائض ادا کرنے کی کوشش کریں نیز اپنے بچوں، اپنی نسلوں اور جماعت کے جو حقوق ان پر ہیں، ان کو ادا کرنے کی کوشش کریں۔ یہ سارے کام بغیر قربانی کے نہیں ہو سکتے۔ بغیر اپنے آپ کو کسی مشکل میں ڈالے نہیں ہو سکتے۔ ہر اچھے کام کے لیے چھوٹی موٹی تکلیف برداشت کرنی پڑتی ہے۔ اس لیے کوشش کریں کہ آپ انصار اللہ، جو چالیس سال کی عمر کے لوگ ہیں، mature ہو چکے ہیں، انہوں نے کس طرح جماعت کے بچوں، اگلی نسل، عورتوں، لڑکیوں اور لڑکوں کو سنبھالنا ہے۔ یہ سب آپ کی ذمہ داری ہے۔ اس لیے اس ذمہ داری کو ادا کرنے کی ہر ممکن حد تک کوشش کریں اور اگر کہیں سستیاں ہیں تو ان کو دور کریں۔

ہر سطح پر آپ کی مجلس active ہونی چاہیے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ہر عاملہ ممبر کا خاص طور پر اور ہر ناصر کا عام طور پر اللہ تعالیٰ سے ایک ذاتی رابطہ ہونا چاہیے۔ اس عمر میں آ کر تو سو فیصد لوگوں کو نمازیں پڑھنے کا خیال آنا چاہیے اور پھر قرآن کریم پڑھنے، تلاوت کرنے کا خیال آنا چاہیے۔ یہی ماحول جب گھروں میں پیدا ہوگا تو آپ لوگ میاں، بیوی اور بچوں کے حقوق بھی ادا کرنے والے ہوں گے اور آپ کے نمونے کو دیکھ کے پھر بچے بھی صحیح رنگ میں اپنی زندگیاں اسلامی ماحول میں گزارنے والے ہوں گے۔ یہ ایک بہت بڑا چیلنج ہے خاص طور پر ان ملکوں میں جہاں ہر طرف باہر اور سکولوں میں بھی ایک کھلی بے حیائی ہے اور اس بے حیائی کو بے حیائی کا نام نہیں دیا جاتا، اس کو نئے زمانے کی تعلیم اور روشنی کا نام دیا جاتا ہے، یہ روشنی اور تعلیم نہیں بلکہ دہریت کا ایجنڈا ہے، یہ ایجنڈا خدا تعالیٰ کے خلاف چلنے والوں کا ہے اور اس ایجنڈے کو ہم نے کس طرح counter کرنا ہے یہ ہر ناصر کا فرض ہے۔

چالیس سال کے بعد، اس عمر پر پہنچ کے جو mature عمر ہوتی ہے، بعضوں کے بچے چھوٹے ہیں، کچھ کے بچے جوان ہو گئے ہیں، کچھ انصار ایسے ہیں جن کے بچوں کے بچے آگے جوانی میں قدم رکھ رہے ہیں۔ ان کو بھی اپنے نواسوں، پوتوں اور پوتیوں کو سنبھالنا ہے۔ کچھ نے اپنے بچوں کو سنبھالنا ہے۔ تو ایک بہت بڑا کام ہے جو انصار اللہ کی age group کے لیے ہے اور ایک بہت بڑا چیلنج ہے جس کا مقابلہ ہم نے کرنا ہے۔ پس اس لحاظ سے اپنی تنظیم کو active کرنے اور اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے کی کوشش کریں، اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو اس کی توفیق دے اور جیسا کہ مَیں نے کہا سب سے بڑا ذریعہ اس کا یہی ہے کہ ہر ایک کا خدا تعالیٰ سے ذاتی تعلق ہو تبھی اللہ تعالیٰ کی مدد سے یہ کام ہوں گے۔ ہم اپنی کوششوں سے یہ کام نہیں کر سکتے۔

ملاقات کے آخر پر حضور انور نے فرمایا کہ اللہ حافظ ہو۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 15 جون 2023ء)

M.F. STEELS & ALUMINIUM

Deals in All types of
Aluminium chennels, Section &
Steels, Pipes, Tubes, ACP, Sheet etc.

Sk. Muneer Ahmed
7008220172 9437147910
ahmedmuneersk@gmail.com

طالبِ دعا: شیخ منیر احمد (جماعت احمدیہ بھدرک، صوبہ اڈیشہ)

احادیث کی مستند کتب سے ایسا ہی ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نمازوں میں سورت فاتحہ اور دیگر سورتوں کو شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ آہستہ آواز میں ہی پڑھتے تھے
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بھی یہی طریق تھا کہ بسم اللہ جہراً نہیں پڑھتے تھے، خلفائے احمدیت نے بھی اسی طریق کو جاری رکھا
اس لیے جماعتی یکجہتی کا تقاضا یہی ہے کہ نماز باجماعت میں امام الصلوٰۃ وہی طریق اختیار کرے
جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء سے ثابت ہے

اسلام کے احکامات میں انسان کی روحانی صحت کے ساتھ ساتھ جسمانی صحت کا بھی بہت خیال رکھا گیا ہے
گرے ہوئے اور بہائے ہوئے خون کے بارے میں اسلام نے حکم دیا کہ اسے نہ کھایا جائے
یہ حکم بھی دراصل حفظان صحت کے اصول کے تحت ہی دیا گیا ہے کیونکہ خون میں بہت جلد سڑاند اور بیکٹیریا پیدا ہو جاتا ہے
اور اس میں ایسے فاسد مادے ہوتے ہیں جو انسانی صحت کے لئے مضر ہیں
وید پڑھو، اس میں بھی لکھا ھے کہ خون میں اقسام اقسام کی زہریں ھوتی ھیں جو پیشاب کے ذریعہ خارج ھوتی ھیں

نماز جنازہ فرض کفایہ ہے، جب ایک دفعہ ادا کر دی جائے تو پھر بغیر کسی وجہ کے دوبارہ ادا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں
آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کی نماز جنازہ ادا کر دیتے تھے تو بعد میں صحابہؓ دوبارہ اس شخص کی نماز جنازہ نہیں پڑھتے تھے
البتہ اگر کسی کی نماز جنازہ صحابہؓ نے پڑھ کر اسے دفن کر دیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے از راہ شفقت و ترحم اس شخص کی نماز جنازہ غائب ادا فرمائی
اس لئے اگر ایک مرتبہ خلیفۂ وقت کسی کی نماز جنازہ حاضر ادا کر دیں تو پھر دوبارہ اس کی نماز جنازہ حاضر ادا کرنے کی ضرورت نہیں
سوائے اس کے کہ تدفین کچھ دن بعد ہو رہی ہو اور اس وقت میت کے بعض ایسے قریبی عزیز بھی آ جائیں جو پہلے نماز جنازہ میں حاضر نہ ہو سکے ہوں

جن بزرگوں، شہیدوں یا بعض غیر معمولی قربانی کرنے والے وفات یافتگان کی نماز جنازہ غائب مَیں نماز جمعہ کے بعد ادا کرتا ہوں
اگر دوسری مسجدوں میں نماز جمعہ ادا کرنے والے لوگ ان لوگوں کی نماز جنازہ غائب ادا کرنا چاہیں تو نہ یہ لازمی ہے اور نہ ہی منع ہے

اگلے رمضان کے آنے سے پہلے پچھلے رمضان کے چھوٹے ہوئے روزوں کی قضاء کر لینی چاہئے لیکن اگر کوئی نہیں کر سکا تو اگلے رمضان کے بعد بھی وہ ان روزوں کو رکھ سکتا ہے
کیونکہ قرآن کریم نے اگلے رمضان سے پہلے کی کوئی قید نہیں لگائی بلکہ فرمایا فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ
ہر احمدی کو چاہئے کہ جتنے روزے اس نے کسی غفلت یا کسی شرعی عذر کی وجہ سے نہیں رکھے وہ انہیں بعد میں پورا کرے
یا اگر اس کے کچھ روزے غفلت یا کسی شرعی عذر کی وجہ سے پانچ چھ سال سے رہ گئے ہوں تو وہ انہیں بھی پورا کرے تا عذاب سے بچ جائے

اگر قانون کسی ہڑتال کی اجازت دیتا ہے تو ایسی پُر امن ہڑتال کرنے میں کوئی ہرج نہیں
لیکن اس میں بھی اس بات کا خیال رہنا چاہئے کہ اس میں کسی قسم کی توڑ پھوڑ نہیں ہونی چاہئے
لیکن اگر کسی ہڑتال کی حکومت کی طرف سے مناہی ہو تو اس میں شامل نہیں ہونا چاہئے
اسی طرح ایسی ہڑتال جس کے نتیجہ میں کسی جانی نقصان کا اندیشہ ہو تو اس میں بھی شامل نہیں ہونا چاہئے

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پوچھے جانے والے سوالات کے بصیرت افروز جوابات

نوٹ : سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف وقتوں میں اپنے مکتوبات اور ایم ٹی اے کے مختلف پروگراموں میں اہم مسائل کے بارہ میں جو ارشادات مبارکہ فرماتے ہیں، ان میں سے کچھ قارئین کے افادہ کیلئے الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کیے جا رہے ہیں۔ (ادارہ)

بنیادی مسائل کے جوابات (قسط 82)

سوال: ربوہ سے ایک خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں تحریر کیا کہ نماز میں سورۃ فاتحہ یا کسی اور سورت سے پہلے بسم اللہ اونچی آواز میں پڑھنے کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اگر کوئی بسم اللہ جہراً پڑھے تو اسے یہ کہہ کر منع کر دیا جاتا ہے کہ اس سے جماعت کے اتحاد اور اتفاق میں خلل واقع ہوگا۔ اس بارے میں راہنمائی کی درخواست ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 23 مارچ 2023ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطا فرمایا۔

حضور نے فرمایا:

جواب: نماز میں سورت فاتحہ یا کسی دوسری سورت کو شروع کرنے سے پہلے ہم بسم اللہ پڑھتے ہیں۔ لیکن اسے اونچی آواز سے نہیں پڑھتے بلکہ آہستہ آواز سے پڑھتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ احادیث کی مستند کتب سے ایسا ہی ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمازوں میں سورت فاتحہ اور دیگر سورتوں کو شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ آہستہ آواز میں ہی پڑھتے تھے۔ چنانچہ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما جب بھی نماز شروع کرتے تو الحمد للہ ربّ العالمین سے شروع کرتے۔

(بخاری کتاب الصلوٰۃ باب مایقول بعد التکبیر)

اسی طرح ایک اور روایت میں حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے پیچھے نمازیں پڑھیں۔ میں نے کبھی بھی ان سے (سورت سے پہلے) بلند آواز میں بسم اللہ نہیں سنی۔

(سنن نسائی کتاب الافتتاح باب ترک الجہر بسم اللہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بھی یہی طریق تھا کہ بسم اللہ جہراً نہیں پڑھتے تھے۔ خلفائے احمدیت نے بھی اسی طریق کو جاری رکھا اور بسم اللہ جہراً نہیں پڑھی۔ اس لیے جماعتی یکجہتی کا تقاضا یہی ہے کہ نماز باجماعت میں امام الصلوٰۃ وہی طریق اختیار کرے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء سے ثابت ہے۔

لیکن اگر کوئی نماز میں بسم اللہ جہراً پڑھے تو ہم اسے غلط نہیں سمجھتے کیونکہ بعض احادیث میں آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے جہراً بھی پڑھا ہے۔ اسی لیے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں: بسم اللہ جہراً اور آہستہ پڑھنا ہر دو طرح جائز ہے۔ ہمارے حضرت مولوی عبد الکریم صاحب (اللّٰھم اغفرہ وارحمہ) جوشیلی طبیعت رکھتے تھے۔ بسم اللہ جہراً پڑھا کرتے تھے۔ حضرت مرزا صاحبؑ جہراً نہ پڑھتے تھے۔ ایسا ہی میں بھی آہستہ پڑھتا ہوں۔ صحابہ میں ہر دو قسم کے گروہ ہیں۔ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ کسی طرح کوئی پڑھے اس پر جھگڑا نہ کرو۔ ایسا ہی آمین کا معاملہ ہے ہر دو طرح جائز ہے۔ بعض جگہ یہود اور عیسائیوں کو مسلمانوں کا آمین پڑھنا بُرا لگتا تھا تو صحابہ خوب اونچی پڑھتے تھے۔ مجھے ہر دو طرح مزہ آتا ہے، کوئی

اونچا پڑھے یا آہستہ پڑھے۔

(بدر نمبر 32 جلد 11، 23 مئی 1912ء صفحہ 3)

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ ایک عمر گزار کر احمدی ہوئے تھے اور احمدیت سے قبل وہ بسم اللہ جہراً ہی پڑھا کرتے تھے اور چونکہ یہ طریق بھی آنحضور ﷺ سے ثابت ہے اس لیے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انہیں اس سے منع نہیں فرمایا۔ لیکن جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے مذکورہ بالا ارشاد سے نیز بہت سے اور کبار صحابہؓ جن میں حضرت میاں عبداللہ صاحب سنوریؓ، حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ، حضرت قاضی محمد یوسف صاحب پشاوریؓ اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ شامل ہیں، ان کی روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنا عمل وہی تھا جسے آپ کے آقا و مولیٰ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے اکثر اختیار فرمایا۔

پس اب ہمیں اس معاملہ میں بھی یکجہتی قائم رکھنے کے لیے اسی طریق پر عمل کرنا چاہیے جس پر آنحضور ﷺ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے کرام نے اپنے اپنے وقت میں عمل فرمایا۔

اسی یگانگت کو قائم رکھنے کی خاطر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی کے اس استفسار پر کہ بخاری اور مسلم کے علاوہ دوسری کتابوں میں ہے کہ حضور ﷺ بسم اللہ جہراً پڑھا کرتے تھے، اگر حضور جہراً بسم اللہ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں فرماتے تو جہراً پڑھوں ورنہ چھوڑ دوں؟ حضورؓ نے فرمایا: بخاری اور مسلم میں آیا ہے کہ بالجہر نہیں پڑھی تو کیا پھر یہ دوسری کتابیں بخاری مسلم سے زیادہ فضیلت رکھتی ہیں؟

(فرمودات مصلح موعودؓ دربارے فقہی مسائل صفحہ 56 تا 57)

سوال: جرمنی سے ایک خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں تحریر کیا کہ میرے ایک ٹیچر نے مجھ سے پوچھا ہے کہ مسلمان جانوروں کا خون کیوں نہیں کھاتے، کیا اس میں صفائی کے علاوہ کوئی اور بھی وجہ ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 25 مارچ 2023ء میں اس مسئلہ پر درج ذیل ہدایات فرمائیں۔ حضور نے فرمایا:

جواب: اسلام ایک کامل اور فطرت کے عین مطابق مذہب ہے۔ اس لیے اس کے احکامات میں انسان کی روحانی صحت کے ساتھ ساتھ جسمانی صحت کا بھی بہت خیال رکھا گیا ہے۔

چنانچہ گرے ہوئے اور بہائے ہوئے خون کے بارے میں اسلام نے حکم دیا کہ اسے نہ کھایا جائے۔ اور یہ حکم بھی دراصل حفظان صحت کے اصول کے تحت ہی دیا گیا ہے۔ کیونکہ خون میں بہت جلد سڑاند اور بیکٹیریا پیدا ہو جاتا ہے اور اس میں ایسے فاسد مادے ہوتے ہیں جو انسانی صحت کے لیے مضر ہیں۔ اس لیے اسلام نے اس کے کھانے سے منع فرما دیا۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ جو بہت بڑے عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بہت بڑے ماہر طبیب بھی تھے وہ اس بارے میں فرماتے ہیں: خون باریک عضو کو ہلاک کرتا ہے اور اس میں زہر ہوتی ہے...... اگر وید کو پڑھو۔ اس میں بھی تو لکھا ہے کہ خون میں اقسام اقسام کی زہریں ہوتی ہیں جو پیشاب کے ذریعہ خارج ہوتی ہیں۔ منجملہ ان کے کاربالک ایسڈ اور ٹومین تو عام مشہور ہیں جن سے فالج یا استرخاء اور تشنج پیدا ہوتے ہیں۔

(حقائق الفرقان جلد دوم صفحہ 189 تا 190)

یہ Ptomaine جو ہے یہ Poisoning یا Food poisoning کی ایک قسم ہے جس سے صرف یو کے میں ایک تحقیق کے مطابق ہر سال 2 سے 4 ملین لوگ متاثر ہوتے ہیں۔ اور یہ Poisoning عام طور پر بیکٹیریا، وائرس، کیمیکلز اور زہریلے پودوں اور کھانے پینے کی مختلف اشیاء مثلاً گوشت، پولٹری، Unpasteurised milk اور آلودہ پانی میں پائی جاتی ہے۔ اس کی کئی اور قسمیں بھی ہیں جن میں Clostridium ,Norovirus Salmonella,Botulinum وغیرہ شامل ہیں۔

پس مذکورہ بالا قسم کے خون کے کھانے سے اسلام نے منع فرمایا ہے۔ لیکن جو خون جانور کو ذبح کرنے کے بعد اس کی شریانوں میں باقی رہ جاتا ہے، جو ایک طرح سے گوشت کا حصہ ہی ہوتا ہے یا بعض چھوٹے پرندے جن کو ذبح کرتے ہوئے بہت تھوڑا خون نکلتا اور ان کا گوشت پکانے کے بعد بعض اوقات کھاتے ہوئے باریک شریانوں میں خون نظر آ جاتا ہے۔ تو ایسا خون حرام نہیں ہے اور اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

سوال: یو کے سے ایک مربی صاحب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے دریافت کیا کہ اگر خلیفۂ وقت کسی کی نماز جنازہ حاضر ادا کر دیں اور تدفین کسی اور دن ہو تو کیا تدفین سے پہلے قبرستان میں اسی میت کی نماز جنازہ حاضر دوبارہ ہو سکتی ہے؟ اسی طرح جن جمعوں پر حضور بعض مرحومین کی نماز جنازہ پڑھاتے ہیں تو اس کے بعد باقی مساجد میں ان مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھنا بدعت کے مترادف تو نہیں؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ ۲۵/مارچ ۲۰۲۳ء میں اس بارے میں درج ذیل راہنمائی عطا فرمائی۔ حضور نے فرمایا:

جواب: نماز جنازہ فرض کفایہ ہے۔ جب ایک دفعہ ادا کر دی جائے تو پھر بغیر کسی وجہ کے دوبارہ ادا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ آنحضور ﷺ جب کسی کی نماز جنازہ ادا کر دیتے تھے تو بعد میں صحابہؓ دوبارہ اس شخص کی نماز جنازہ نہیں پڑھتے تھے۔ البتہ احادیث سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ اگر کسی وفات یافتہ کی نماز جنازہ صحابہؓ نے پڑھ کر اسے دفن کر دیا اور حضور ﷺ کو اس شخص کی وفات کی خبر نہیں دی گئی تو حضور ﷺ نے از راہ شفقت و ترحم اس شخص کی نماز جنازہ غائب ادا فرمائی۔ (صحیح بخاری کتاب الجنائز بَاب صُفُوفِ الصِّبْيَانِ مَعَ الرِّجَالِ فِي الْجَنَائِزِ۔ صحیح مسلم کتاب الجنائز بَاب الصَّلَاةِ عَلَى الْقَبْرِ)

اس لیے اگر ایک مرتبہ خلیفۂ وقت کسی کی نماز جنازہ حاضر ادا کر دیں تو پھر دوبارہ اس کی نماز جنازہ حاضر ادا کرنے کی ضرورت نہیں۔ سوائے اس کے کہ تدفین کچھ دن بعد ہو رہی ہو اور اس وقت میت کے بعض ایسے قریبی عزیز بھی آ جائیں جو پہلے نماز جنازہ میں حاضر نہ ہو سکے ہوں تو ایسے قریبی عزیزوں کے جذبات کو مدنظر رکھ کر اگر دوبارہ نماز جنازہ پڑھ لی جائے تو اس میں کوئی ہرج کی بات نہیں۔ لیکن بغیر کسی جائز وجہ کے بار بار نماز جنازہ پڑھنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

باقی جن بزرگوں، شہیدوں یا بعض غیر معمولی قربانی کرنے والے وفات یافتگان کی نماز جنازہ غائب مَیں نماز جمعہ کے بعد ادا کرتا ہوں اگر دوسری مسجدوں میں نماز جمعہ ادا کرنے والے لوگ ان لوگوں کی نماز جنازہ غائب ادا کرنا چاہیں تو نہ یہ لازمی ہے اور نہ ہی منع ہے۔ لیکن ان مساجد میں ان کی دوبارہ نماز جنازہ غائب پڑھنا بدعت ہرگز نہیں ہے۔

سوال: صدر صاحب جماعت احمدیہ سیریا نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں تحریر کیا کہ کیا نماز کے دوران قرآن کھول کر سامنے رکھ کر اس سے پڑھنا جائز ہے؟ نیز جس شخص نے بغیر کسی عذر کے گذشتہ رمضان کے چھوٹے ہوئے روزے اگلے رمضان تک نہیں رکھے، ان روزوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟ مریض کو چھوٹے ہوئے روزوں کا فدیہ روزانہ کی بنیاد پر دینا چاہیے یا رمضان کے آخری دن بھی دے سکتا ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 26 مارچ 2023ء میں ان سوالات کے درج ذیل جواب عطا فرمائے۔ حضور نے فرمایا:

جواب: اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ۔ (سورۃ المزمل:۲۱) یعنی قرآن کریم میں سے جتنا میسر آئے پڑھ لیا کرو۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ اپنی کتاب ذکر حبیب میں لکھتے ہیں: ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کیا کہ قرآن شریف کی لمبی سورتیں یاد نہیں ہوتیں اور نماز میں پڑھنے کی خواہش ہوتی ہے۔ کیا ایسا کر سکتے ہیں کہ قرآن شریف کو کھول کر سامنے کسی رحل یا میز پر رکھ لیں یا ہاتھ میں لے لیں اور پڑھنے کے بعد الگ رکھ کر رکوع سجود کر لیں اور دوسری رکعت میں پھر ہاتھ میں اٹھا لیں۔ حضرت صاحبؑ نے فرمایا: ’’اس کی کیا ضرورت ہے۔ آپ چند سورتیں یاد کر لیں اور وہی پڑھ لیا کریں۔‘‘

(ذکر حبیب صفحہ 136، مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس ربوہ)

پس جتنا قرآن کریم یاد ہو اسی کو نمازوں میں پڑھنا چاہیے، اور اگر استطاعت ہو تو قرآن کریم یاد کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ لیکن قرآن سے دیکھ کر پڑھنے کی ضرورت نہیں۔

2۔ اگر کسی شخص کے رمضان کے کچھ روزے کسی عذر کی وجہ سے چھوٹ جائیں تو عذر دُور ہونے پر اگلے رمضان کے آنے سے پہلے ان روزوں کی قضاء کر لینی چاہیے۔ چنانچہ احادیث میں امہات المومنین کا یہی طریق مذکور ہے۔ (صحیح مسلم کتاب الصیام بَاب قَضَاءِ رَمَضَانَ فِي شَعْبَانَ) لیکن اگر کوئی ان روزوں کی قضاء نہیں کر سکا تو اگلے رمضان کے بعد بھی وہ ان روزوں کو رکھ سکتا ہے۔ کیونکہ قرآن کریم نے رمضان کے روزے پورے کرنے کے لیے اگلے رمضان سے پہلے کی کوئی قید نہیں لگائی گئی۔ بلکہ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ۔ (البقرہ:۱۸۶) یعنی دوسرے ایام میں گنتی پوری کرنا ہوگی، کے الفاظ فرما کر اسے انسان کی سہولت پر چھوڑا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس بارے میں فرماتے ہیں: بے شک یہ قرآنی حکم ہے کہ سفر کی حالت میں اور اسی طرح بیماری کی حالت میں روزے نہیں رکھنے چاہئیں اور ہم اس پر زور دیتے ہیں تا قرآنی حکم کی ہتک نہ ہو مگر اس بہانہ سے فائدہ اٹھا کر جو لوگ روزہ رکھ سکتے ہیں اور پھر وہ روزہ نہیں رکھتے یا ان سے کچھ روزے رہ گئے ہوں اور وہ کوشش کرتے تو انہیں پورا کر سکتے تھے لیکن وہ ان کو پورا کرنے کی کوشش نہیں کرتے تو وہ ایسے ہی گنہگار ہیں جس طرح وہ شخص گنہگار ہے جو بلا عذر رمضان کے روزے نہیں رکھتا۔ اس لیے ہر احمدی کو چاہیے کہ جتنے روزے اس نے کسی غفلت یا کسی شرعی عذر کی وجہ سے نہیں رکھے وہ انہیں بعد میں پورا کرے یا اگر اس کے کچھ روزے غفلت یا کسی شرعی عذر کی وجہ سے پانچ چھ سال سے رہ گئے ہوں تو وہ انہیں بھی پورا کرے۔ تا عذاب سے بچ جائے۔

(روزنامہ الفضل ربوہ، مورخہ 8 مارچ 1961ء صفحہ 2۔ فرمودات مصلح موعود دربارے فقہی مسائل صفحہ 167، 168)

3۔ اگر کوئی شخص بیماری یا سفر کی وجہ سے رمضان کے کچھ روزے نہیں رکھ سکتا تو اسے حسب استطاعت ان چھوٹے ہوئے روزوں کا فدیہ ساتھ ہی ادا کر دینا چاہیے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فدیہ کا ایک فائدہ یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ اس سے روزے رکھنے کی توفیق ملتی ہے۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں: ایک دفعہ میرے دل میں آیا کہ فدیہ کس لیے مقرر کیا گیا ہے تو معلوم ہوا کہ توفیق کے واسطے ہے تا کہ روزہ کی توفیق اس سے حاصل ہو۔ خدا ہی کی ذات ہے جو توفیق عطا کرتی ہے اور ہر شئے خدا ہی سے طلب کرنی چاہیے۔ خدا تعالیٰ تو قادر مطلق ہے وہ اگر چاہے تو ایک مدقوق کو بھی روزہ کی طاقت عطا کر سکتا ہے تو فدیہ سے یہی مقصود ہے کہ وہ طاقت حاصل ہو جاوے اور یہ خدا کے فضل سے ہوتا ہے۔ پس میرے نزدیک خوب ہے کہ دعا کرے کہ الٰہی یہ تیرا ایک مبارک مہینہ ہے اور میں اس سے محروم رہا جاتا ہوں اور کیا معلوم کہ آئندہ سال زندہ رہوں یا نہ یا ان فوت شدہ روزوں کو ادا کر سکوں یا نہ اور اس سے توفیق طلب کرے تو مجھے یقین ہے کہ ایسے دل کو خدا تعالیٰ طاقت بخش دے گا۔

(البدر نمبر ۷ جلد ۱ مورخہ 12 دسمبر 1902ء صفحہ 52)

سوال: یو کے سے ایک ڈاکٹر صاحبہ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں لکھا کہ آج کل ڈاکٹروں کی ہڑتال کا چرچا ہے۔ جب لوگوں سے کہو کہ احمدیوں کے لیے ہڑتال منع ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ ہڑتال تو ملازمین کا انسانی حق ہے، آپ کو اس کی اجازت کیوں نہیں ہے۔ یہ تو ایک اجتماعی آواز کو کمزور کرنے والی بات ہے۔ اس کا کیا جواب دیا جائے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 26 مارچ 2023ء میں اس بارے میں درج ذیل راہنمائی فرمائی۔ حضور نے فرمایا:

جواب: اگر قانون کسی ہڑتال کی اجازت دیتا ہے تو ایسی پُرامن ہڑتال کرنے میں کوئی ہرج نہیں لیکن اس میں بھی اس بات کا خیال رہنا چاہیے کہ اس میں کسی قسم کی توڑ پھوڑ نہیں ہونی چاہیے اور سرکاری اور عوامی املاک کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچایا جائے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک میں ایک دفعہ کشمیریوں کے حق میں احتجاج ہوا تھا تو آپؓ نے اس وقت احمدیوں کو پُرامن جلسے جلوسوں میں شامل ہونے کی اجازت فرمائی تھی۔

لیکن اگر کسی ہڑتال کی حکومت کی طرف سے مناہی ہو تو اس میں شامل نہیں ہونا چاہیے۔ اسی طرح ایسی ہڑتال جس کے نتیجہ میں کسی جانی نقصان کا اندیشہ ہو تو اس میں بھی شامل نہیں ہونا چاہیے۔

باقی اپنے حقوق کے حصول کے لیے ہڑتال کر کے مریضوں کو نقصان پہنچانے یا ان کے لیے مسائل کھڑے کرنے کی بجائے اپنے اپنے علاقوں کے ایم پی حضرات، جنہیں ووٹ دے کر لوگوں نے عوامی نمائندوں کے طور پر منتخب کیا ہوتا ہے، ان کے ذریعہ حکومت پر دباؤ ڈلوانا چاہیے، اور انہیں بتانا چاہیے کہ ایک جونیئر ڈاکٹر بھی کئی سال کی پڑھائی اور ایک خطیر رقم خرچ کر کے اس ڈگری کو حاصل کرتا ہے، اسے اگر آپ چودہ پندرہ پاؤنڈ فی گھنٹہ کے حساب سے اجرت دیں گے تو یہ بھی تو ناانصافی ہے۔ جبکہ اس کے مقابلہ پر ایک صفائی کرنے والا اس سے زیادہ اجرت لے رہا ہے۔ تو اس بات کی طرف بھی حکومت کو دھیان دینا چاہیے کیونکہ حکومتی عہدیداروں کا صرف یہ کام نہیں کہ عہدہ لے کر وہ صرف اپنے مفادات کو پیش نظر رکھیں بلکہ حکومت تو ملک کے ہر شہری کے حقوق کی حفاظت کی ضامن ہوتی ہے، اس لیے اس عوامی ذمہ داری کو بھی حکومت کو ترجیحی بنیادوں پر ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

(مرتبہ: ظہیر احمد خان۔ انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 28 ستمبر 2024ء)

سریہ عُکَّاشہ بن مِحْصَن، سریہ محمد بن مسلمہ، سریہ حضرت ابو عبیدہ بن جراح
سریہ زید بن حارثہ بطرف بنو سُلَیم، سریہ زید بن حارثہ بطرف بنو سُلَیم
سنہ ۶/ہجری میں پیش آنے والے بعض غزوات اور سرایا کے حالات و واقعات کا بیان

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 20/دسمبر 2024 بطرز سوال و جواب
بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: سَرِیَّۃ عُکَّاشۃ بن مِحْصِن کب ہوا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: سَرِیَّۃ عُکَّاشۃ بن مِحْصِن کا غَمْر مَرْزُوْق کی جانب ہے۔ یہ سریہ ربیع الاوّل چھ ہجری میں ہوا۔

سوال: آنحضرت ﷺ نے قبیلہ بنی اسد کے مقابلہ کے لئے کس کو بھیجا؟

جواب: حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے اپنے ایک مہاجر صحابی عکاشہ بن محصنؓ کو چالیس مسلمانوں پر افسر بنا کر قبیلہ بنی اسد کے مقابلہ کے لیے روانہ فرمایا۔

سوال: جب عکاشہ کی پارٹی غمر کے مقام پر پہنچی تو کیا ہوا؟

جواب: حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں: قبیلہ بنی اسد اس وقت ایک چشمہ کے قریب ڈیرہ ڈالے پڑا تھا جس کا نام غَمر تھا جو مدینہ سے مکہ کی سمت میں چند دن کے فاصلہ پر واقع تھا۔ عکاشہ کی پارٹی جلدی جلدی سفر کر کے غمر کے قریب پہنچی تا کہ انہیں شرارت سے روکا جا سکے۔ جو منصوبہ بنا رہے تھے وہ لوگ اس سے روکا جائے۔ تو معلوم ہوا کہ قبیلہ کے لوگ مسلمانوں کی خبر پا کر اِدھر اُدھر منتشر ہو گئے تھے۔ اس پر عکاشہؓ اور اس کے ساتھی مدینہ کی طرف واپس لوٹ آئے اور کوئی لڑائی نہیں ہوئی۔

سوال: سریہ محمد بن مسلمہ کب ہوا اور رسول کریم ﷺ نے حضرت محمد بن مسلمہؓ کو کدھر بھیجا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: سریہ محمد بن مَسْلَمہ ربیع الثانی چھ ہجری کو پیش آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت محمد بن مسلمہؓ کو بنو ثَعْلَبہ اور بنو عُوَال کی طرف بھیجا جو ذُوالقَصَّہ میں رہتے تھے۔ اور ذوالقصہ مدینہ سے رَبَذَہ کے راستے پر چوبیس میل کے فاصلے پر ہے۔

سوال: حضور انور نے سریہ محمد بن مسلمہ کی کیا تفصیل بیان فرمائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے حضرت محمد بن مسلمہؓ کو دس آدمی دے کر بھیجا۔ یہ جماعت رات کے وقت وہاں پہنچی۔ ان لوگوں نے حضرت محمد بن مسلمہؓ اور آپ کے ساتھیوں کو گھیر لیا اس حال میں کہ یہ سوئے ہوئے تھے اور دشمن کے سو آدمی تھے۔ مسلمانوں کو اس وقت تک علم نہ ہوا جب تک کہ دشمن نے ان کا تیروں سے محاصرہ نہ کر لیا۔ حضرت محمد بن مسلمہؓ جلدی سے اٹھے اور آپ کے پاس کمان تھی۔ آپ نے اپنے ساتھیوں میں زور سے آواز لگائی کہ ہتھیار سنبھال لو۔ وہ سب بھی جلدی سے اٹھے۔ رات کی ایک گھڑی تیر اندازی ہوتی رہی۔ کچھ وقت تک تیر اندازی آپس میں ہوئی۔ پھر بدوؤں نے نیزوں سے حملہ کر کے باقی سب کو شہید کر دیا اور حضرت محمد بن مسلمہؓ زخمی ہو کر گر پڑے۔ آپ کے ٹخنے پر ایسی چوٹ لگی کہ آپ حرکت نہیں کر سکتے تھے اور ان لوگوں نے آپ کے کپڑے اتار لیے اور چلے گئے۔ ایک مسلمان آدمی کا مقتولین پر سے گزر ہوا اس نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھا۔ جب حضرت محمد بن مسلمہؓ نے اس کو سنا تو حرکت کی۔ اس نے آپؓ کو کھانا دیا اور آپؓ کو سواری پر بٹھا کر مدینہ لے آیا۔

سوال: سَرِیَّہ حضرت ابو عبیدہ بن جَرَّاح کے بارے میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے کیا بیان فرمایا؟

جواب: حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے: محمد بن مسلمہؓ کے ساتھیوں کی شہادت کے ذمہ دار دشمنوں سے بدلہ کے لیے بھی ایک سریے کا ذکر ملتا ہے۔ یہ سَرِیَّہ حضرت ابو عبیدہ بن جَرَّاح کہلاتا ہے۔ اس کی تفصیل میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ کو جب ان حالات کا علم ہوا۔ یعنی ذُوالقَصَّہ میں محمد بن مسلمہؓ کے ساتھیوں کی شہادت کا علم ہوا" تو آپؐ نے ابو عبیدہ بن الجراحؓ کو جو قریش میں سے تھے اور کبار صحابہ میں شمار ہوتے تھے محمد بن مسلمہؓ کے انتقام کے لیے ذوالقصہ کی طرف روانہ فرمایا اور چونکہ اس عرصہ میں یہ بھی اطلاع موصول ہو چکی تھی کہ قبیلہ بنو ثعلبہ کے لوگ مدینہ کے مضافات پر حملہ کا ارادہ رکھتے ہیں اس لیے آپؐ نے ابوعبیدہؓ کی کمان میں چالیس مستعد صحابہ کی جماعت بھجوائی اور حکم دیا کہ راتوں رات سفر کر کے صبح کے وقت وہاں تک پہنچ جائیں۔ ابوعُبَیدہؓ نے تعمیل ارشاد میں یلغار کر کے عین صبح کی نماز کے وقت انہیں جا دبایا اور وہ اس اچانک حملہ سے گھبرا کر تھوڑے سے مقابلہ کے بعد بھاگ نکلے اور قریب کی پہاڑیوں میں غائب ہو گئے۔ ابوعُبَیدہؓ نے مال غنیمت پر قبضہ کیا اور مدینہ کی طرف واپس لوٹ آئے۔ اس مہم میں جن دو صحابہؓ کا ذکر ہے یعنی محمد بن مَسْلَمہؓ اور ابوعبیدہؓ بن الجراح وہ دونوں کبار صحابہ میں سے تھے۔ محمد بن مسلمہؓ اپنے ذاتی اوصاف اور قابلیت کے علاوہ قتل کعب بن اشرف یہودی کے ہیرو تھے کیونکہ یہ مفسد انہی کے ہاتھ سے اپنے کیفر کردار کو پہنچا تھا۔

سوال: سَرِیَّہ زید بن حارثہ کے بارے میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے نے کیا بیان فرمایا؟

جواب: حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے فرماتے: سَرِیَّہ زید بن حارِثہ جو بنو سُلَیم کی طرف بھیجا گیا۔ اس کے بارے میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ لکھتے ہیں کہ ماہ ربیع الآخر 6/ہجری میں آنحضرت ﷺ نے اپنے آزاد کردہ غلام زید بن حارثہؓ کی امارت میں چند مسلمانوں کو قبیلہ بنی سُلَیم کی طرف روانہ فرمایا۔ یہ قبیلہ اس وقت نجد کے علاقہ میں بمقام جَمُوم آباد تھا اور ایک عرصہ سے آنحضرت ﷺ کے خلاف برسرِ پیکار چلا آتا تھا۔ چنانچہ غزوہ خندق میں بھی اس قبیلہ نے مسلمانوں کے خلاف نمایاں حصہ لیا تھا۔ جب زید بن حارثہؓ اور ان کے ساتھی جَمُوم میں پہنچے جو مدینہ سے قریباً پچاس میل کے فاصلہ پر تھا تو اسے خالی پایا مگر انہیں قبیلہ مُزَینہ کی ایک عورت حلیمہ نامی سے جو مخالفین اسلام میں سے تھی اس جگہ کا پتہ لگ گیا جہاں اس وقت قبیلہ بنو سلیم کا ایک حصہ اپنے مویشی چرا رہا تھا۔ چنانچہ اس اطلاع سے فائدہ اٹھا کر زید بن حارثہؓ نے اس جگہ پر چھاپا مارا۔ اس اچانک حملہ سے گھبرا کر اکثر لوگ ادھر ادھر بھاگ کر منتشر ہو گئے مگر چند قیدی اور مویشی مسلمانوں کے ہاتھ آ گئے جنہیں وہ لے کر مدینہ کی طرف واپس لوٹ آئے۔ اتفاق سے ان قیدیوں میں حلیمہ کا خاوند بھی تھا اور ہر چند کہ وہ حربی مخالف تھا جنگ لڑنے والا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے حلیمہ کی اس امداد کی وجہ سے یعنی جو اس نے معلومات مہیا کی تھیں اس کی وجہ سے "نہ صرف حلیمہ کو بلا فدیہ آزاد کر دیا بلکہ اس کے خاوند کو بھی احسان کے طور پر چھوڑ دیا اور حلیمہ اور اس کا خاوند خوشی خوشی اپنے وطن کو واپس چلے گئے۔

❁ ❁ ❁

> خدا کے بندوں کی مقبولیت پہچاننے کیلئے دعا کا قبول ہونا بھی ایک بڑا نشان ہوتا ہے بلکہ استجابت دعا کی مانند اور کوئی بھی نشان نہیں کیونکہ استجابت دعا سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک بندہ کو جناب الٰہی میں قدر اور عزت ہے
> اگرچہ دعا کا قبول ہو جانا ہر جگہ لازمی امر نہیں، کبھی کبھی خدائے عزّوجل اپنی مرضی بھی اختیار کرتا ہے۔ (حضرت مسیح موعودؑ)

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 25/اگست 2006 بطرز سوال و جواب
بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کس طرح بندوں کے حقوق ادا کیا کرتے تھے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام باہر شہر سے واپس آئے تو مکان میں جب داخل ہو رہے تھے تو کسی سوالی نے (سائل نے) دور سے سوال کیا۔ اس وقت بہت سارے لوگ وہاں تھے۔ ان ملنے والوں کی آوازوں میں اس سوالی کی آواز دب گئی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اندر چلے گئے، تھوڑی دیر کے بعد جب لوگوں کی آوازوں سے دور ہو جانے کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کانوں میں اس سائل کی دکھ بھری آواز گونجی تو آپ نے باہر آ کر پوچھا کہ ایک سائل نے سوال کیا تھا وہ کہاں ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت وہ تو اس وقت یہاں سے چلا گیا ہے۔ اس کے بعد آپ اندرون خانہ تشریف لے گئے مگر دل بے چین تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد دروازے پر اسی سائل کی (سوالی کی) پھر آواز آئی اور آپ لپک کر باہر آئے اور اس کے ہاتھ میں کچھ رقم رکھ دی اور ساتھ ہی فرمایا کہ میری طبیعت اس سائل کی وجہ سے بے چین تھی اور میں نے دعا بھی کی تھی کہ خدا اسے واپس لائے۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھوں روحانی بیماریوں سے دنیا نے کیسے نجات حاصل کی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں کہ کابل سے آئی ہوئی ایک غریب مہاجر احمدی عورت تھی جس نے غیر معمولی حالات میں حضرت مسیح موعودؑ کے دم عیسوی سے شفا پائی۔ ان کا نام امۃ اللہ بی بی تھا۔ خوست کی رہنے والی تھیں جو کابل میں ہے۔ وہ کہتی ہیں کہ جب وہ شروع شروع میں اپنے والد اور چچا سید صاحب نور اور سید احمد نور کے ساتھ قادیان آئیں تو اس وقت ان کی عمر بہت چھوٹی تھی اور ان کے والدین اور چچا چچی حضرت سید عبداللطیف شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد قادیان چلے آئے تھے۔ امۃ اللہ صاحبہ کہتی ہیں کہ بچپن میں ان کو آشوب چشم کی سخت بیماری تھی اور آنکھوں کی تکلیف اس قدر بڑھ جاتی تھی کہ انتہائی درد اور سرخی کی شدت کی وجہ سے وہ آنکھ کھولنے کی طاقت نہیں رکھتی تھیں۔ ان کے والدین نے بہت علاج کروایا مگر کوئی فرق نہیں پڑا اور تکلیف بڑھتی گئی۔ ایک دن جب ان کی والدہ پکڑ کر ان کی آنکھوں میں دوائی ڈالنے لگیں تو وہ یہ کہتے ہوئے بھاگ گئیں کہ میں تو حضرت صاحب سے دم کراؤں گی۔ چنانچہ وہ بیان کرتی ہیں کہ میں گرتی پڑتی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر پہنچ گئی اور حضور کے سامنے جا کے روتے ہوئے عرض کی کہ میری آنکھوں میں سخت تکلیف ہے اور درد اور سرخی کی شدت کی وجہ سے میں بہت بے چین رہتی ہوں اور اپنی آنکھیں نہیں کھول سکتی، آپ میری آنکھوں پر دم کر دیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھا تو میری آنکھیں واقعی خطرناک طور پر ابلی ہوئی تھیں اور میں درد سے بے چین ہو کر کراہ رہی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی انگلی پر اپنا تھوڑا سا لعاب دہن لگایا اور ایک لمحے کے لئے رک کر (جس میں

شاید دعا فرمائی ہو) بڑی شفقت اور محبت کے ساتھ اپنی انگلی میری آنکھوں پر آہستہ سے پھیری اور میرے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا بچی جاؤ اب خدا کے فضل سے تمہیں یہ تکلیف پھر کبھی نہیں ہوگی۔ وہ کہتی ہیں کہ اس کے بعد آج تک جبکہ میں 70 سال کی بوڑھی ہو چکی ہوں کبھی ایک دفعہ بھی میری آنکھیں دکھنے نہیں آئیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دم کی برکت سے میں اس تکلیف سے ہمیشہ کے لئے محفوظ ہوگئی ہوں۔ کہتی ہیں جس وقت دم کیا تھا اس وقت میری عمر صرف دس سال تھی اور آج ساٹھ سال ہوگئے ہیں اور آنکھوں میں کبھی تکلیف نہیں ہوئی۔

سوال: حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ بچپن میں جب سخت بیمار ہوگئے تو اللہ تعالیٰ نے کیا معجزانہ شفایابی عطا فرمائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ کے بچپن کے ایک واقعہ کے بارے میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت میر صاحب ایک دفعہ سخت بیمار ہوگئے اور حالت بہت تشویشناک ہو گئی اور ڈاکٹروں نے مایوسی کا اظہار کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے متعلق دعا کی تو عین دعا کرتے ہوئے خدا کی طرف سے الہام ہوا کہ سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ یعنی تیری دعا قبول ہوئی اور خدائے رحیم وکریم اس بچے کے متعلق تجھے سلامتی کی بشارت دیتا ہے۔ چنانچہ اس کے جلد بعد حضرت میر صاحب توقع کے خلاف بالکل صحت یاب ہوگئے اور خدا نے اپنے مسیح کے دم سے انہیں شفا عطا فرمائی۔

سوال: جب حضرت بشیر احمد صاحبؓ کو آنکھوں کی تکلیف علاج کے باوجود کوئی فائدہ نہیں ہوا تو خدا تعالیٰ نے کس طرح آپؓ کو شفا عطا فرمائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت میاں بشیر احمد صاحبؓ جن کے حوالوں کا ذکر آ رہا ہے، ان کو بھی بچپن میں آنکھوں کی تکلیف تھی۔ جب ہر قسم کے علاج ناکام ہو گئے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کے لئے دعا کی اور دعا نے پھر شفا کا معجزہ دکھایا۔ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خود فرماتے ہیں کہ: ایک دفعہ بشیر احمد میرا لڑکا آنکھوں کی بیماری سے بیمار ہوگیا اور مدت تک علاج ہوتا رہا کچھ فائدہ نہ ہوا۔ تب اسکی اضطراری حالت دیکھ کر میں نے جناب الٰہی میں دعا کی تو یہ الہام ہوا بَرَّقَ طِفْلِيْ بَشِيْر یعنی میرے لڑکے بشیر نے آنکھیں کھول دیں۔ تب اسی دن اللہ تعالیٰ کے فضل اور کرم سے اسکی آنکھیں اچھی ہوگئیں۔

سوال: سردار نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ کا لڑکا عبدالرحیم خاں کی بیماری کے حوالہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے کیا الہام عطا فرمایا؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حقیقۃ الوحی میں ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: سردار نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ کا لڑکا عبدالرحیم خاں ایک شدید محرقہ تپ کی بیماری سے بیمار ہوگیا تھا اور کوئی صورت جانبری کی دکھائی نہیں دیتی تھی، گویا مردہ کے حکم میں تھا۔ اس وقت میں نے اس کے لئے دعا کی تو معلوم ہوا کہ تقدیر مبرم کی طرح ہے۔ تب میں نے جناب الٰہی میں عرض کی کہ یا الٰہی! میں اس کے لئے شفاعت کرتا ہوں۔ اس کے جواب میں خدا تعالیٰ نے فرمایا مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗ اِلَّا بِاِذْنِهٖ یعنی کس کی مجال ہے کہ بغیر اذن الٰہی کے کسی کی شفاعت کر سکے۔ تب میں خاموش ہوگیا۔ بعد اس کے بغیر توقف کے یہ الہام ہوا اِنَّكَ اَنْتَ الْمُجَاز یعنی تجھے شفاعت کرنے کی اجازت دی گئی۔ تب میں نے بہت تضرع اور ابتہال سے دعا کرنی شروع کی تو خدا تعالیٰ نے میری دعا قبول فرمائی اور لڑکا گویا قبر میں سے نکل کر باہر آیا اور آثار صحت ظاہر ہوئے اور اس قدر لاغر ہوگیا تھا کہ مدت دراز کے بعد وہ اپنے اصلی بدن پر آیا اور تندرست ہوگیا اور زندہ موجود ہے۔

سوال: خدا کے بندوں کی مقبولیت کو پہچاننے کیلئے کیا ضروری ہے؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: یاد رہے کہ خدا کے بندوں کی مقبولیت پہچاننے کے لئے دعا کا قبول ہونا بھی ایک بڑا نشان ہوتا ہے بلکہ استجابت دعا کی مانند اور کوئی بھی نشان نہیں۔ کیونکہ استجابت دعا سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک بندہ کو جناب الٰہی میں قدر اور عزت ہے۔ اگرچہ دعا کا قبول ہو جانا ہر جگہ لازمی امر نہیں۔ کبھی کبھی خدائے عزّوجل اپنی مرضی بھی اختیار کرتا ہے۔ لیکن اس میں کچھ بھی شک نہیں کہ مقبولین حضرتِ عزّت کے لئے یہ بھی ایک نشانی ہے کہ بہ نسبت دوسروں کے کثرت سے ان کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اور کوئی استجابت دعا کے مرتبہ میں ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ ہزارہا میری دعائیں قبول ہوئی ہیں۔ اگر میں سب کو لکھوں تو ایک بڑی کتاب ہو جائے۔

✡✡✡✡

بقیہ وصایا از صفحہ نمبر 19

مسل نمبر 12185: میں سیّد نثار احمد ولد مکرم سید قطب الدین صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ گھریلو کام تاریخ پیدائش 6 جولائی 1945ء پیدائشی احمدی ساکن: جماعت احمدیہ آسنور دمحال ہانجی پورہ کولگام صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ: 3 دسمبر 2024ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ سیب کا باغ چار کنال خسرہ نمبر 439 قیمت اندازاً بارہ لاکھ روپئے۔ میرا گزارہ آمد از جائیداد ماہوار 10 ہزار روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : فاروق احمد ناصر   العبد : سید نثار احمد   گواہ : سید سجاد وفا

نماز جنازہ حاضر وغائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 04؍نومبر 2024ء بروز سوموار 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

مکرم ابوسعید خان صاحب ابن مکرم اصغر علی خان صاحب (سلاؤ۔ یوکے)

25؍اکتوبر 2024ء کو 90 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم کی پیدائش سے کافی سال پہلے ان کے والد احمدیت قبول کر چکے تھے جس وجہ سے ان کے تمام رشتہ داروں نے ان سے قطع تعلق کر لیا تھا۔ ان کی فیملی تقسیم ہند کے بعد کراچی منتقل ہوگئی تھی۔ 1953ء میں آپ تعلیم کی غرض سے یہاں مانچسٹر آئے اور ٹیکسٹائل انجینئرنگ میں تعلیم مکمل کی اور نارتھ انگلینڈ میں کام شروع کیا۔ 1960ء میں اپنی بزرگ والدہ کی خدمت کے لیے واپس پاکستان چلے گئے اور 70 کی دہائی میں دوبارہ یوکے آئے۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، بہت ہر دل عزیز، کم گو، نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ جماعتی پروگراموں میں بڑی باقاعدگی سے شامل ہوتے تھے۔ جلسہ سالانہ کے موقع پر ایئرپورٹ پر ڈیوٹی دیا کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں ایک بیٹا، بہو اور تین پوتے شامل ہیں۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرم رانا محمود احمد صاحب ابن مکرم رانا غلام مصطفیٰ صاحب (نفیس نگر ضلع میرپور خاص)

20 اپریل 2024ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم کے والد 1947ء میں ہجرت کر کے فیصل آباد آ گئے اور خلافتِ ثالثہ کے دور میں گوٹھ برہان نگر ضلع میرپور خاص سندھ شفٹ ہو گئے جہاں انہوں نے اپنی زمینیں خریدیں۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، خوش اخلاق، ملنسار، نیک، متقی اور مخلص انسان تھے۔ چندہ جات میں باقاعدہ تھے اور مالی قربانی میں ہمیشہ پیش پیش رہتے تھے۔ مرحوم خلافت کے شیدائی تھے اور نظام جماعت سے گہرا تعلق تھا۔ نفیس نگر میں جماعتی سینٹر کے لیے مرحوم نے زمین بھی دی تھی۔ مرحوم کو عرصہ دراز تک سیکرٹری اصلاح وارشاد اور اشاعت کے عہدوں پر خدمت کی توفیق ملی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور پانچ بیٹے شامل ہیں۔ مرحوم کے ایک بیٹے مکرم عارف الرحمٰن صاحب مکرم ڈاکٹر عبدالمنان صدیقی شہید کے سیکیورٹی گارڈ تھے۔ جب ڈاکٹر صاحب پر حملہ ہوا تو اس وقت 8 گولیاں لگنے کی وجہ سے یہ بھی شدید زخمی ہو گئے تھے اور اب وہیل چیئر پر ہیں۔

(2) مکرمہ بشریٰ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم حاجی طالب حسین صاحب (بڈھانوں ضلع راجوری ریاست جموں و کشمیر U,T انڈیا)

7؍اکتوبر 2024ء کو 77 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کا تعلق ایک غیر از جماعت کٹر سنّی خاندان سے تھا لیکن مرحومہ نے احمدیت قبول کی اور آخر دم تک ثابت قدم رہیں۔ صوم وصلوٰۃ اور تلاوت قرآن کریم کی پابند، تہجد گزار، مہمان نواز، دعا گو، متوکل علی اللہ، صابرہ وشاکرہ، بڑی خوش اخلاق، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ خلافت سے بے انتہا محبت تھی اور حضور انور کا خطبہ جمعہ باقاعدگی سے سنتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹے اور چار بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ کے بیٹے مکرم ڈاکٹر مختار احمد محمود بھٹی صاحب بطور صدر جماعت (بڈھانوں ضلع راجوری۔ انڈیا) خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(3) مکرمہ صفیہ خانم صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالرشید اختر صاحب مرحوم (کارکن دارالضیافت ربوہ)

28؍ستمبر 2024ء کو اسلام آباد میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ نمازوں اور تلاوت قرآن کریم کی پابند، تہجد گزار، خوش اخلاق، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ نے ساری عمر جماعت کی تابعداری میں گزاری۔ خلافت سے بے انتہا محبت تھی اور بچوں کو خلافت کے ساتھ تعلق کی ہمیشہ تلقین کیا کرتی تھیں۔ ایم ٹی اے بڑے شوق سے دیکھتیں اور حضور انور کا خطبہ جمعہ بار بار سنتی تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور تین بیٹے شامل ہیں۔

(4) مکرمہ ثریا بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم محمد ابراہیم صاحب (دارالنصر وسطی ربوہ)

18؍اکتوبر 2024ء کو 88 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ حضرت گوہر دین صاحب رضی اللہ عنہ کی پوتی اور حضرت مستری مہر الدین صاحب رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ اور تلاوت قرآن کریم کی پابند، عبادت گزار، دعا گو، غریب پرور، مہمان نواز، سلیقہ شعار، صابرہ وشاکرہ، خوش اخلاق نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ 4 بیٹے اور 4 بیٹیاں شامل ہیں۔

(5) مکرمہ حنیفہ بیگم صاحبہ (سرگودھا) اہلیہ سکوارڈن لیڈر ریٹائرڈ مکرم چودھری فضل الٰہی صاحب مرحوم (سابق نائب ناظر امور عامہ)

2؍نومبر 2023ء کو 94 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ اور تلاوت قرآن کریم کی پابند، تہجد گزار، دعا گو، مہمان نواز، غریبوں کی بڑی ہمدرد، شفیق، ہر ایک کا خیال رکھنے والی باوفا اور مخلص خاتون تھیں۔ خلافت سے گہرا عقیدت کا تعلق تھا اور خلیفۃ المسیح کی ہر تحریک پر لبیک کہتی تھیں۔ مسجد بیت الفتوح کی تعمیر میں اپنا شادی کا زیور پیش کرنے کی توفیق پائی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور پانچ بیٹے شامل ہیں۔

(6) مکرم عبدالرشید گوپانگ صاحب ابن مکرم عبد الکریم صاحب (یاروو الا تحصیل علی پور ضلع مظفر گڑھ)

3؍ستمبر 2024ء کو 48 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم کے والد نے سب سے پہلے بیعت کی تھی اور بعد میں صرف یہ اکیلے ہی اپنے خاندان میں احمدی تھے۔ مرحوم نے مقامی مجلس میں زعیم انصار اللہ اور خادم مسجد کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، خوش اخلاق، مہمان نواز، ملنسار، خلافت کے شیدائی ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ جماعت کا ہر کام خوش اسلوبی اور اوّلین فرصت میں کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین ✡✡✡✡

وصـــایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہوتو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔(سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر 12173: میں پاسیلا بانو کے زوجہ مکرم جے کیتھین صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 14اگست 1983ء تاریخ بیعت 2000ء ساکن: 50 نیتا جی مین روڈ، بی بی کولم مدورائی بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 27 نومبر 2024ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : جے کیتھین   الامۃ : پاسیلا بانو کے   گواہ : اے ایم محمد سلیم

مسل نمبر 12174: میں مریم فائزہ کے بنت مکرم کیتھین صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش 6اگست 2004ء پیدائشی احمدی ساکن: 50 نیتا جی مین روڈ، بی بی کولم مدورائی بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 27 نومبر 2024ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : اے ایم محمد سلیم   الامۃ : مریم فائزہ   گواہ : جے کیتھین

مسل نمبر 12175: میں ظہیر احمد ولد مکرم محمد سربوتھین صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم تاریخ پیدائش: 8 ستمبر 2005ء پیدائشی احمدی ساکن: 50 نیتا جی مین روڈ، بی بی کولم مدورائی بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 29 نومبر 2024ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد سربوتھین   العبد : ظہیر احمد   گواہ : اے ایم محمد سلیم

مسل نمبر 12176: میں اسن فاطمہ زوجہ مکرم ایم محمد سربوتھین صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش: 31 مئی 1985ء تاریخ بیعت 2000ء ساکن: 50 نیتا جی مین روڈ، بی بی کولم مدورائی بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 29 نومبر 2024ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد سربوتھین   الامۃ : اسن فاطمہ   گواہ : اے ایم محمد سلیم

مسل نمبر 12177: میں مزمل احمد ولد مکرم محمد سردوتھین صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت تاریخ پیدائش 12 اگست 2001ء پیدائشی احمدی ساکن: 50 نیتا جی مین روڈ، بی بی کولم مدورائی بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 29 نومبر 2024ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اسوقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/8,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد سربوتھین   العبد : مزمل احمد   گواہ : اے ایم محمد سلیم

مسل نمبر 12178: میں محمد حسین ولد مکرم محمد اسماعیل صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ کاروبار تاریخ پیدائش 16 جولائی 1982ء تاریخ بیعت 2011ء ساکن: 80/4 پیریا کالا یم پُتھر نیکاراپیّ پالانی بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 28 نومبر 2024ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ ایک گھر 2.5 سینٹ (1088 اسکوائرفٹ) سروے نمبر پٹا نمبر 645، سروے نمبر 40/17۔ میرا گزارہ آمد از کاروبار ماہوار 25 ہزار روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : سہیل احمد   العبد : محمد حسین   گواہ : محمد سلیم

مسل نمبر 12179: میں حسن احمد ولد مکرم مبارک احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ طالب علم تاریخ پیدائش: 25 جولائی 1906ء پیدائشی احمدی ساکن: 50 نیتا جی مین روڈ، بی بی کولم مدورائی بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 27 نومبر 2024ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : مبارک احمد   العبد : حسن احمد   گواہ : اے ایم محمد سلیم

مسل نمبر 12180: میں بصیرہ بانو زوجہ مکرم عبدل حسن صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش: 22 جولائی 1988ء تاریخ بیعت 2000ء ساکن: 4/118 سلطان تھیرانگر، سیکنڈ اسٹریٹ اوتھا کاڈائی مدورائی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 27 نومبر 2024ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اسوقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : اے ایم محمد سلیم   الامۃ : بسیرا بانو   گواہ : عبدالحسن

مسل نمبر 12181: میں Sabitha.M زوجہ مکرم محمد حسین صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش: 30 مئی 1986ء تاریخ بیعت 2023ء ساکن: 80/4 پیریا کالا یم پوتر نیکاراپتی پالانی بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 28 نومبر 2024ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اسوقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ ایک خالی زمین بمقام قائد ملت نگر، پٹہ نمبر 1450، سروے نمبر 74/8B8، (538 اسکوائر فیٹ) میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 10 ہزار روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد سلیم   الامۃ :Sabitha.M   گواہ : محمد حسین

مسل نمبر 12182: میں اکبر علی ایم ولد مکرم محمد امیر صاحب مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 38 سال تاریخ بیعت 2005ء موجودہ پتہ: سعودی عرب، مستقل پتہ: سجدا کنبھم کودالی، کنور صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 15 نومبر 2024ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/6,500 سعودی ریال ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : نصیر احمد   العبد : اکبر علی ایم   گواہ : طارق احمد

مسل نمبر 12183: میں شائستہ خانم زوجہ مکرم شاسل احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 24 جنوری 1996ء پیدائشی احمدی موجودہ پتہ: مصفا ابودابی دبئی مستقل پتہ: دارالشمّس کویوڈنچل، پوسٹ آفس کوڈالی کنور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 28 ستمبر 2024ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: (1) تین عدد نیکلس 66 گرام، ایک عدد بریسلٹ 8.99 گرام، دو عدد رنگ 9.300 گرام، ایک جوڑی کان کے جھمکے 13 گرام، 9 عدد بینگلز 114.500 گرام (تمام زیورات 22 کیریٹ) (2) ایک عدد چین 1.450 گرام، ایک جوڑی کان کی بالی 1.518 گرام، ایک عدد پنڈنٹ 1.174 گرام، ایک عدد انگوٹھی 2.336 گرام (تمام زیورات 18 کیریٹ) میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 160AED ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : ثمینہ شبیر   الامۃ : شائستہ خانم   گواہ : نصرت جہان

مسل نمبر 12184: میں شمیمہ بانو زوجہ مکرم سید نثار احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش: 20 اپریل 1950ء پیدائشی احمدی ساکن: جماعت احمدیہ آسنور دمہال ہانجی پورہ کولگام صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 3 دسمبر 2024ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: انگوٹھی ایک عدد، بالی ایک جوڑی (تمام زیورات 22 کیریٹ) حق مہر -/1,000 روپے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 5 ہزار روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : سید سجاد وفا   الامۃ : شمیمہ بانو   گواہ : فاروق احمد ناصر

باقی صفحہ نمبر 18 پر ملاحظہ فرمائیں

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ
بدر قادیان
Weekly **BADAR** Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA

Postal Reg. No. GDP/001/2023-25 Vol. 74 Thursday 06 - March - 2025 Issue. 10

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

یہود نے تو اُس زہر سے بچ جانے کو معجزہ سمجھا اور اس بات کا ثبوت سمجھا کہ آنحضرت ﷺ جھوٹے نبی نہیں ہیں، مگر بعض سادہ لوح مسلمان اس زہر سے آنحضرت ﷺ کی شہادت ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں، آنحضور ﷺ کی وفات ہرگز ہرگز اس زہر کی وجہ سے نہیں ہوئی تھی

حضرت صفیہ کی شادی پر بھی مستشرقین اعتراض کرتے ہیں جو ان کی اپنی جہالت اور تعصب کی دلیل ہے

آنحضرت ﷺ کی جوانی اور گزرے ہوئے ماہ وسال اس بات کی روشن دلیل ہیں کہ آپ کو عیش وعشرت سے کوئی دور کا بھی واسطہ نہ تھا

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 28؍فروری 2025ء بمقام مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: خیبر کی جنگ کے بعد یہود کی طرف سے نبی کریم ﷺ کو قتل کرنے کی سازش کی گئی تھی، اور بکری کا زہر آلود گوشت کھلانے کی کوشش کی گئی تھی۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب خیبر فتح ہو گیا اور یہود بری طرح شکست کھانے کے بعد نبی کریم ﷺ کی رحمت و شفقت سے اس طرح فیض یاب ہوئے کہ نہ صرف نبی کریم ﷺ نے انہیں معاف فرما دیا بلکہ انہیں خیبر میں رہنے کی بھی اجازت دے دی۔ جب لوگ مطمئن ہو گئے تو ایک روز یہود کے سردار سلام بن مشکم کی بیوی زینب بنت حارث نے آنحضرت ﷺ کی خدمتِ اقدس میں بکری کا گوشت پیش کیا اور کہا کہ آپؐ کے لیے ہدیہ لائی ہوں۔ اس سازش میں یہ اکیلی عورت شامل نہ تھی بلکہ کچھ اور لوگ بھی تھے۔ آنحضرت ﷺ کے حکم پر وہ گوشت آپؐ کے سامنے رکھ دیا گیا اور وہاں بعض دیگر صحابہؓ بھی موجود تھے۔ جن میں حضرت بِشر بن براءؓ بھی تھے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ قریب آجاؤ اور پھر آپؐ نے اُس میں سے دستی کا گوشت اٹھایا اور اس میں سے تھوڑا سا ٹکڑا لیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنے ہاتھ روک لو کیونکہ یہ دستی کا گوشت بتا رہا ہے کہ اس میں زہر ملایا گیا ہے۔ حضرت بِشر بن براءؓ نے عرض کیا کہ جب مَیں نے اسے کھایا تو مجھے کچھ محسوس ہوا تھا، مگر مَیں نے اس لیے کچھ نہیں بولا کہ آپؐ کا کھانا خراب ہوگا۔ مگر جب آپؐ نے لقمہ اُگل دیا تو مجھے خود سے زیادہ آپؐ کا خیال آیا لیکن مجھے خوشی ہوئی کہ آپؐ نے اسے نگلا نہیں بلکہ اُگل دیا۔

حضرت بِشرؓ ابھی اپنی جگہ سے اٹھے نہ تھے کہ اُن کے جسم کی رنگت تبدیل ہونا شروع ہو گئی، اور پھر اس قدر بیمار ہو گئے کہ خود سے کروٹ بھی نہ لے سکتے تھے۔ تقریباً ایک سال کے بعد آپؓ کی وفات ہو گئی، بعض روایات کے مطابق حضرت بِشرؓ اپنی جگہ سے اٹھنے ہی نہ پائے تھے کہ آپؓ کی وفات ہو گئی۔

آنحضرت ﷺ نے اُس عورت کو بلا بھیجا اور پوچھا کہ کیا تُو نے اس گوشت میں زہر ملایا تھا؟ اس عورت نے کہا کہ آپؐ کو کس نے خبر دی؟ آپؐ نے فرمایا کہ مجھے اس دستی کے گوشت نے خبر دی ہے جو میرے ہاتھ میں ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ تجھے کس نے یہ کام کرنے کے لیے کہا تھا؟ اس عورت نے جواب دیا کہ آپ نے جو کچھ میری قوم کے ساتھ کیا ہے وہ آپ پر مخفی نہیں ہے۔ مَیں نے یہ سوچا کہ اگر آپ بادشاہ ہیں تو ہم آپ سے نجات پالیں گے اور اگر آپ نبی ہیں تو آپ کو خبر دے دی جائے گی۔ آپؐ نے اس عورت سے درگزر فرمایا۔ جبکہ ایک اور روایت کے مطابق بشر بن براءؓ کی شہادت کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ اس عورت کو قتل کر دو اور اسے قتل کر دیا گیا۔ صحیح بخاری کی ایک روایت کے مطابق اس عورت کو قتل نہیں کیا گیا تھا۔

صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ایک روایت کے مطابق آنحضور ﷺ مرض الموت میں فرمایا کرتے تھے کہ اے عائشہ! مَیں اُس کھانے کی تکلیف جو مَیں نے خیبر میں کھایا تھا ہمیشہ محسوس کرتا رہا ہوں اور اب بھی اُس زہر سے مَیں اپنی رگیں کٹتی ہوئی محسوس کرتا ہوں۔ بعض مفسرین نے اسی وجہ سے آپؐ کے لیے کہا ہے کہ آپؐ کی وفات خیبر کے اس زہر کی وجہ سے ہوئی اور یوں آپؐ شہید ہوئے اور یہ کہ آپؐ شہیدِ اعظم ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے لیے اس تکلّف کی کوئی ضرورت نہیں۔ نبی تو اس مقام و مرتبے کا حامل ہوتا ہے کہ وہ صدیق بھی ہوتا ہے، شہید بھی ہوتا ہے۔ پھر یہ کہ یہود نے تو اس زہر سے بچ جانے کو معجزہ سمجھا اور اس بات کا ثبوت سمجھا کہ آنحضرت ﷺ جھوٹے نبی نہیں ہیں، مگر بعض سادہ لوح مسلمان اس زہر سے آنحضرت ﷺ کی شہادت ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ آنحضور ﷺ کی وفات ہرگز ہرگز اس زہر کی وجہ سے نہیں ہوئی تھی۔ صرف ایک تکلیف کا احساس تھا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: خیبر کی جنگ میں حضرت صفیہؓ سے شادی کا بھی ذکر ملتا ہے۔ خیبر میں جب جنگی قیدیوں کو اکٹھا کیا گیا تو حضرت دحیہؓ آئے اور عرض کیا کہ مجھے اِن قیدیوں میں سے ایک لڑکی دے دیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ جاؤ! ایک لڑکی لے لو۔ حضرت دحیہؓ نے حیی بن اخطب کی بیٹی صفیہؓ کو لے لیا۔ اس پر ایک شخص آپؐ کے پاس آیا اور کہا کہ آپؐ نے حیی بن اخطب کی بیٹی دحیہ کو دے دی وہ تو بنو قریظہ اور بنو نضیر کی شہزادی ہے اور وہ آپؐ کے علاوہ کسی اَور کے لیے مناسب نہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ اُسے بلا لاؤ، پھر آپؐ نے دحیہؓ سے فرمایا کہ اس کے علاوہ کسی اَور کو لے لو۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضور ﷺ نے صفیہؓ کو آزاد کر دیا۔ مسند احمد بن حنبل کی روایت میں ذکر ہے کہ آپؐ نے حضرت صفیہؓ کو آزاد کرتے ہوئے فرمایا کہ مَیں تمہیں آزاد کرتا ہوں چاہو تو مجھ سے شادی کر لو اور چاہو تو اپنے قبیلے کی طرف واپس چلی جاؤ۔ جس پر حضرت صفیہؓ نے آنحضرت ﷺ سے شادی کو پسند کیا۔

خیبر کے تمام معاملات سے فارغ ہو کر آپؐ وہاں سے روانہ ہوئے اور چھ میل کا فاصلہ طے کر کے آپؐ نے قیام کرنا چاہا تا کہ حضرت صفیہؓ سے شادی کی تکمیل ہو سکے مگر حضرت صفیہؓ کی خواہش پر آپؐ نے سفر جاری رکھا اور کوئی بارہ میل کے فاصلے پر پڑاؤ کیا اور وہاں حضرت صفیہؓ سے شادی ہوئی۔

حضرت صفیہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضور ﷺ خیبر کے بہت قریب قیام کرنا چاہتے تھے اور مجھے خطرہ تھا کہ میری قوم کہیں آپؐ کو نقصان نہ پہنچائے اسلئے مَیں نے وہاں رکنے کی بجائے تھوڑے فاصلے پر رکنے کی درخواست کی۔

اگلے روز آنحضور ﷺ کے ولیمے کا اہتمام ہوا یہ ولیمہ نہایت سادہ اور باوقار تھا۔ تین دن قیام کے بعد یہاں سے روانہ ہوئے، حضرت صفیہؓ کی آزادی اُن کا حق مہر قرار پایا۔

یہاں حضرت صفیہؓ کے ایک خواب کا بھی ذکر ملتا ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ آنحضور ﷺ نے حضرت صفیہؓ کی آنکھ کے گرد نِیل کا نشان دیکھا تو پوچھا کہ یہ نشان کیسا ہے؟ حضرت صفیہؓ نے بتایا کہ آپؐ کی آمد سے چند روز قبل مَیں نے خواب دیکھا تھا کہ یثرب کی طرف سے چاند آیا ہے اور میری جھولی میں گِر گیا ہے۔ جب مَیں نے یہ خواب اپنے خاوند کنانہ کو بتایا تو اس نے مجھے زوردار تھپڑ رسید کیا اور کہا کہ تم یثرب کے بادشاہ یعنی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شادی کے خواب دیکھ رہی ہو۔

حضرت صفیہؓ نے پچاس ہجری میں وفات پائی اور جنّت البقیع میں تدفین ہوئی۔

حضرت صفیہ کی شادی پر بھی مستشرقین اعتراض کرتے ہیں جو انکی اپنی جہالت اور تعصب کی دلیل ہے۔ خیبر کے یہود کا آنحضرت ﷺ سے زبردست مقابلہ ہوا پھر بُری طرح شکست کھائی انہوں نے۔ اس کے بعد اگر ان سب کو تہ تیغ بھی کر دیا جاتا تو یہ جائز تھا، اُنکی بائبل کی رو سے بھی اور اُس وقت کے قواعد اور طریق کے مطابق بھی۔ لیکن ان ظالموں پر قابو پانے کے بعد آنحضرت ﷺ نے جس عفو درگزر اور نرمی کا سلوک کیا اس کا کوئی ذکر نہیں کرتے۔ پھر اس سے بڑھ کر جب ان یہود نے یہ درخواست کی کہ ہمیں یہیں رہنے دیا جائے ہم کھیتی باڑی کا کام جاری رکھیں اور نصف پیداوار آپ لے لیا کریں۔ آپ نے ان کی یہ درخواست بھی تسلیم کر لی اور صلح و سلامتی کا ایک معاہدہ طے پایا لیکن ابھی اس معاہدے کی سیاہی بھی خشک نہیں ہوئی تھی کہ ان لوگوں نے سازش کر کے ایک عورت کے ذریعے سے آپ کو زہر دلوانے کی کوشش کی اور اس عورت نے جرم تسلیم بھی کر لیا۔ آج کی مہذب دنیا کے مہذب لوگ جو تعلیم یافتہ کہلاتے ہیں وہ ایسی بدعہد عورت کو ایک قومی ہیرو کے طور پر پیش کر رہے ہیں اور جس عورت نے حق و صداقت کو پا کر آپ ﷺ کے اخلاق فاضلہ کا خود مشاہدہ کر کے سچائی کو قبول کر لیا اور باوجود آزادی کے پروانے کے اس بات کو ترجیح دی کہ آپ کے ساتھ رہے اس پہ تنقید کرتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ کی زندگی پر نظر ڈالی جائے کہ نبی ﷺ نے اپنی بھرپور جوانی کیسے گزاری، اس قوم میں جہاں شراب اور شباب کی محفلیں نہ صرف عام تھیں بلکہ فخر کے اظہار کے طور پر اس کا ذکر کیا جاتا تھا۔ آپ نے اپنی ساری جوانی ایک بیوہ اور معزز اور شریف عورت کے ساتھ شادی کر کے گزاری اور کم و بیش پچاس سال کی عمر تک اسی ایک بیوی کے ساتھ زندگی بسر کی۔ خوبصورت سے خوبصورت عورت کی پیشکش خود سرداران قریش نے آپ کو کی تھی جیسا کہ تاریخ سے ثابت ہے لیکن آپ نے ان کی پیشکش کو ٹھکرا دیا۔

آنحضرت ﷺ کی جوانی اور گزرے ہوئے یہ ماہ و سال اس بات کی روشن دلیل ہیں کہ آپ کو عیش و عشرت سے کوئی دور کا بھی واسطہ نہ تھا۔ بعد میں جو آپ نے شادیاں کیں اس کی ایک حکمت تھی کہ مخالف قوم اور قبیلے کے درمیان صلح و آشتی اور محبت و مؤدت کا تعلق پیدا ہو اور اعتماد کی فضا پیدا ہو۔

کسی حدیث یا تاریخ و سیرت کی کتاب میں آنحضرت ﷺ کی سیرت و سوانح کے متعلق کوئی بھی روایت بیان ہو تو آیت کریمہ قُلۡ اِنَّ صَلَاتِیۡ وَنُسُکِیۡ وَمَحۡیَایَ وَمَمَاتِیۡ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ کی روشنی میں فیصلہ کرنا چاہئے جس میں اللہ فرماتا ہے کہ آپؐ کا جینا مرنا سب کچھ اللہ کی خاطر تھا، نیز حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کی روشنی میں ان چیزوں کو دیکھنا چاہیے اور پرکھنا چاہیے۔

حضور انور نے فرمایا: دو دن بعد رمضان شروع ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ اس سے بھرپور فائدہ اُٹھانے کی اور مقبول روزوں کی اور دعاؤں کی توفیق ہر ایک کو عطا فرمائے اس لیے دعا بھی کریں اور کوشش بھی کریں۔

خطبہ کے آخر پر حضور نے چوہدری محمد انور ریاض صاحب ابن مکرم چوہدری محمد اسلام صاحب آف ربوہ کا ذکر خیر فرمایا اور نماز کے بعد ان کی نماز جنازہ غائب ادا کی۔

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad